ماہنامہ

# الحقیقہ

پاکستان

جون 2006ء

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

## اتحادِ ملت کی ضرورت و صورت

## علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ





## توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

## عامر چیمہ
عشق و ایمان کا ایک بلند آہنگ نقیب

سرپرست اعلیٰ کا فکر انگیز اداریہ

## عامر چیمہ زندہ باد

سرپرست اعلیٰ کا منظوم نذرانۂ محبت

## مرزائی ...... کسے کہتے ہیں؟

# حمد ونعت

جان و دل ان کی محبت سے منور کیجیے (۱) فکر و ذہن ان کے تخیل سے معطر کیجیے

کون ہے ساری خدائی میں برابر ان کے (۲) ان کو اک ان کے خدا کے نہ برابر کیجیے

ایک نقطے سے کبھی فیصلہ ہو جاتا ہے (۳) بات ان کی ہو تو پھر خوب سنبھل کر کیجیے

جان کی بازی لگا دیجیے جو وقت آ جائے (۴) عشق کرنا ہو تو ہستی سے گزر کر کیجیے

عشق محبوب کی بخشی ہوئی طاقت ہے بہت (۵) کوہ ذرہ تو قطرے کو سمندر کیجیے

پوچھو عامر سے کہ کس طرح سے ملتا ہے دوام (۶) نقد ہستی کو ذرا ان پر نچھاور کیجیے

ان کا عاشق جو ملے آنکھیں بچھا دو رہ میں (۷) ملے فرعون تو پھر بات اکڑ کر کیجیے

کون ہے اور جو کر پائے مداوا میرا (۸) تشنگی دور مری اے شہ کوثر کیجیے

ایک ہی نظر کرم میرے لئے کافی ہے (۹) ایک ہی نظر کرم شافع محشر کیجیے

آپ کے عشق کی اک بوند بھی کافی ہے مجھے (۱۰) میں نہیں کہتا عطا مجھ کو بھی ساغر کیجیے

وارث رحمت محبوب خدائے اکرم (۱۱) سایہ اے شیخ کریم آسی کے سر پر کیجیے

پروفیسر محمد حسین آسی

ماہنامہ الحقیقہ پاکستان

جمادی الاول ۱۴۲۷ھ جون 2006 جلد نمبر 6 شمارہ نمبر 8




## فہرست




زرتعاون

پاکستان فی پرچہ 15 روپے سالانہ بذریعہ ڈاک -/150

| | فی پرچہ | سالانہ چندہ |
|---|---|---|
| یورپ | 1 پونڈ | 10 پونڈ |
| یو ایس اے | 1.5 ڈالر | 15 ڈالر |
| عرب ممالک | 3 ریال | 30 ریال |

لاثانی بک اینڈ کمپوزنگ سنٹر ریلوے روڈ نزد سٹیشن

پبلشر: پروفیسر محمد حسین آسی ... 0542-451734

رابطہ: صوفی محمد آصف نقشبندی انچارج دفتر الحقیقہ

سے کہیں اب قوم کا مورال بھی پست کرنے کی ناپاک مساعی میں ہمہ تن مشغول ہے۔ عرفان صدیقی نے اپنے کالم نقش خیال (نوائے وقت مورخہ مئی ۲۰۰۶) میں خوب تجزیہ فرمایا ہے۔

"میں اس سوچ میں گم تھا کہ آخر ہمیں کیا ہو گیا ہے؟ سولہ کروڑ انسانوں کے ایک ایٹمی ملک پر کس نے منتر پھونک دیا ہے کہ اس کے حکمرانوں نے قومی حمیت کو جنس سر بازار بنا دیا ہے۔ اس کا ایک شہری ۲۰ مارچ کو گرفتار ہوا اور ۳ مئی کو پولیس تشدد کے سبب شہید ہو گیا؟ حکومت پاکستان کامل ڈیڑھ ماہ تک کیا کرتی رہی؟ اس پر لازم آتا ہے۔ وہ ۴۴ دنوں کی پوری روداد قوم کے سامنے رکھے اور بتائے کہ اس نے ایک پاکستانی کو جرمنوں کے تشدد سے بچانے کیلئے کیا کیا؟ پاکستانی سفارتخانہ باخبر ہو چکا تھا تو حکومت پوری طرح کیوں متحرک نہ ہوئی۔ ایک ڈینئل پرل کسی کے ہاتھوں مارا گیا تو ہم نے کیسے نوحے نہ پڑھے؟ کیسے کیسے بین نہ کئے؟ امریکہ میں پاکستانی نسلی تشدد کا شکار ہو گئے، ہم چپ رہے، یونان میں پاکستانیوں کو قطار میں کھڑا کر کے چھلنی کر دیا گیا اور ہم خاموش رہے، قندھار میں ۱۸ پاکستانیوں کو بھون دیا گیا اور ہمارے لب سلے رہے۔ امریکہ پاکستان میں آ کر ۱۹ پاکستانیوں کے پرخچے اڑا گیا اور ہماری قوت گویائی مفلوج رہی، برازیل کا ایک شہری برطانوی پولیس کے ہاتھوں ہلاک ہوا تو وہاں کی حکومت نے تاج برطانیہ کو ہلا کے رکھ دیا۔ وزیر خارجہ کو ڈالروں کی بوری بھر کے جانا پڑا اور پوری قوم سے معافی مانگنا پڑی۔ پاکستانی ماؤں کی کوکھ سے جنم لینے والے بیٹوں کا لہو اتنا ارزاں کیوں ہو گیا ہے؟"

ہمارے صدر بے قدر جناب مشرف ثانی الجش ہیں۔ یہ اسی شیطان اکبر کی آنکھ سے دیکھتے اور اسی کی زبان سے بولتے ہیں۔ کل ۲۸ مئی کے اخبارات میں ان کا تازہ بیان شائع ہوا ہے جس کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے پڑھتا جا شرماتا جا بش کے بندۂ بے دام ارشاد فرماتے ہیں۔ "سرحد میں طالبانائزیشن سب سے بڑا خطرہ ہے اور ہم نے القاعدہ کا خاتمہ کر دیا ہے۔" مسلمان اس وقت تمام عالم کفر کو منظم و متحد اور عالم اسلام کو بد بخت حاکموں کے زیر اثر دیکھ کر سخت پریشان ہیں۔ مگر مشرف کو بش کی رواداری پر بھی ایمان بالغیب ہے۔ اس کے خیال میں ڈنمارک جرمنی وغیرہ میں کچھ نہیں ہوا اس کے خیال میں یہودی بہت رحمدل اور شریف ہیں، وہ بھارت کا بھی عقیدت مند بلکہ ارادتمند ہے، اسے خطرہ ہے تو ان سے جو اس کے محبوبوں کا مخالف ہے۔ یعنی اب مشرف کی محبت اور بغض بش اور علمبرداران کفر کے تحت ہے۔ سچ کہا تھا حضرت اکبر نے

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

بہر حال یہ ہے صورت حال اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سربراہ اور اس کے درباریوں کی۔ فی الواقع یوں لگتا تھا جیسے ساری قوم کا خون منجمد ہو چکا تھا، مگر عامر نے قربانی دے کر پھر اسے متحرک کر دیا ہے اور الحمد للہ اس بار عید میلاد النبی ﷺ جس سج دھج اور جس ذوق و شوق سے منائی گئی، اس کی مثال شاید ماضی قریب میں نہیں ملتی۔ ممکن ہے عامر چیمہ نے پوری قوم کی طرف سے فرض محبت ادا کر کے اپنے نور عشق سے نحوست کی گھٹاؤں کو چھانٹ ڈالا ہے اور قوم کے شب و روز بدل رہے ہیں۔ سچ پوچھیں تو اپنا دل کئی مہینوں سے یہ گواہی دے رہا ہے کہ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ امت مرحومہ کی طرف خصوصی توجہ فرما رہے ہیں اور اس کی برکت ہے کہ قوم روز بروز بیدار ہوتی چلی جا رہی ہے، یقیناً عامر کی یہ ہمت مردانہ بھی اسی محبوب ارحم و اکرم ﷺ کی بابرکت توجہ کا نتیجہ ہے۔ مشہور حدیث پاک ہے

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والدین اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں

بظاہر اس کا یہی مفہوم ہے کہ سب انسانوں سے زیادہ اگر حضور پرنور ﷺ سے محبت نہ ہوگی تو کوئی انسان مومن نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نقطہ نظر یہی تھا۔ جس کی ترجمانی کرتے ہوئے حفیظ جالندھری فرماتے ہیں

محمد ﷺ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، جان مال، اولاد سے پیارا

مگر آپ کی توجہ حدیث پاک کے لفظی ترجمے کی طرف دلانا چاہتا ہوں، اور وہ ہے

حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ

(یعنی) یہاں تک کہ میں اسے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں'

گویا سب سے زیادہ محبوب ہونا حضور اکرم و اعظم ﷺ کی اپنی رحمت ہے۔ جس پر حضور ﷺ رحمت بھری توجہ فرماتے ہیں۔ اس کے نزدیک محبوب ترین حضور ﷺ ہی ہوتے ہیں گویا پہلے اس محب کا انتخاب حضور پرنور ﷺ کی اپنی رحمت فرماتی ہے۔ یا اسی صورت میں ممکن ہے کہ پہلے حضور ﷺ کو اس خوش نصیب سے محبت ہو پھر اس محبت کی جلوہ گری کا ایک پہلو یہ ہے کہ اسے بھی محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء سے محبت ہو جاتی ہے

عشق اول در دل معشوق پیدا می شود

اس پس منظر پر غور فرمائیں اور سوچیں عامر چیمہ سے خود حضور پرنور ﷺ کو کیسی محبت ہے کہ کروڑوں کی تعداد میں مسلمان موجود ہیں۔ مگر اس سعادت کے لئے عامر چیمہ کو منتخب کیا گیا۔ ورفعنا لک ذکرک (اور اے محبوب ہم نے تیرے ذکر کو تیرے لئے بلند کر دیا۔) لک میں لام ملکیت کا ہو تو گویا رفعت ذکر کے مالک حضور ﷺ ہیں۔ جو اللہ کے حبیب لبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب یا عشق سے جتنا بہرہ ور ہوگا، اتنا ہی اس کا چرچا ہوگا۔ یہی پس منظر تھا جس میں حضرت حکیم الامت نے سکندر رومی اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی شہرت اور قبول عام کا موازنہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے
رومی فنا ہوا، حبشی کو دوام ہے

اب آیئے عامر چیمہ کے ذکر خیر کی طرف، کہاں کہاں اس کے عشق کا تذکرہ نہیں ہو رہا، کون کون اس کے ذکر سے سرور حاصل نہیں کر رہا، کس کس انداز میں اس کی جرات و ہمت کو داد تحسین نہیں دی جا رہی۔ اللہ اللہ عامر چیمہ دل و دماغ پر چھا گیا ہے اور حکومت جو اسلام کے نام لیواؤں سے گھبراتی یا ناک بھوں چڑھاتی ہے، اسے اپنے لئے بہت خطرہ سمجھ رہی ہے۔ ایک مرد عاشق جو کسی کا بھی سیاسی حریف نہیں تھا اور اب ویسے ہی ان ہنگاموں سے الگ تھلگ بلکہ بالاتر اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء کی جنت میں سیر کر رہا ہے، مگر حکومت کو شاید خطرہ ہے کہ کہیں پھر نہ آ جائے اور اتنے لوگوں کو ساتھ لے کر ایوان حکومت میں تہلکہ مچا دے۔ ہاں ہاں لاہوتی فضاؤں میں اڑنے والے شاہین کا اپنا طرز فکر ہے اور گندی نالیوں میں رینگنے والے سراپا نجاست کیڑوں کی اپنی تاریک سوچ۔ وہ جہاں پہنچا ہے، اور جس شان سے پہنچا ہے، اسے اجازت بھی مل جائے پھر بھی وہ اس گندی مندی دنیا کا رخ کیوں کرے گا۔ یقین نہ آئے تو عامر چیمہ کے استاد کا خواب جس کا ذکر عرفان صدیقی صاحب کے الفاظ میں سنئے

"عامر شہید کے نیک دل اور پاکباز استاد کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اور وہ تھم تھم کر، رک رک کر پروفیسر نذیر چیمہ کو اپنا خواب سنا رہے تھے، میں نے خواب میں ایک بڑا ہی مقدس اور پاکیزہ اجتماع دیکھا۔ ہر

سونور کے فوارے پھوٹ رہے تھے۔ پتہ چلا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف فرما ہیں، کسی نے کہا کہ حضور ﷺ بھی قریب ہی ہیں۔ لیکن آپ ﷺ کا رخ انور دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ پھر حضور ﷺ کی مشکبو آواز سنائی دی "عامر آرہا ہے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہو گئے اور ایک خاص سمت دیکھنے لگے۔ پھر رحمت دو عالم ﷺ نے بلند آواز میں پکارا "حسن حسین (رضی اللہ عنہما) دیکھو کون آیا ہے، میں اسے تمہارے پاس بھیج رہا ہوں اس کا خیال رکھنا"

پھر اس خواب کی روشنی میں صدیقی صاحب کا اعیان حکومت کے رویے پر تبصرہ ملاحظہ ہو۔

تم اس کا تابوت سارہ کی لے جاؤ یا اس سے بھی دور کی کسی بستی میں پہنچا دو اس کے جسد خاکی کو کسی شاداب زمین کے حوالے کر دو یا چولستان کے ریگزاروں کی سنگلاخ ریت کے سپرد کر دو اسے کوئی فرق نہیں پڑتا اسے تو سرکار دو جہاں ﷺ نے جوانان جنت کے سرداروں کے حوالے کر دیا ہے لیکن تمہارا نام ان میں لکھ دیا گیا ہے جو خسارے میں رہتے ہیں اور میرا دل تو اس خسارے کا تصور کرتے ہوئے بھی لرز جاتا ہے۔

آیئے عامر چیمہ کی اس شہرت و محبوبیت کا ایک دو حدیث پاک کی روشنی میں جائزہ لیں۔ (صرف اردو ترجمہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا

"جب اللہ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں، لہذا تم بھی اس سے محبت کرو پس جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر آسمان میں منادی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے لہذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں سے ناراض ہوں سو تم بھی اس سے ناراض ہو جاؤ۔ پس جبرئیل علیہ السلام اس سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ پھر آسمان والوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے ناراض ہے لہذا تم بھی اس سے ناراض ہو جاؤ۔ پس وہ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور زمین میں بھی اس کے لئے بغض و عداوت رکھ دی جاتی ہے۔" (مسلم شریف)

سوچئے، زمین والوں کی محبت کیا اس بات کی دلیل نہیں کہ آسمان والے بھی عامر چیمہ سے محبت کرتے ہیں بلکہ فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام بلکہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اسے اپنا محبوب بنا چکا ہے۔ ہاں ہاں اس کے حبیب اکرم واعظم ﷺ کی ناموس پر کوئی قربان ہو، پھر بھی وہ اللہ کا محبوب نہ ہو، کیسے ممکن ہے؟ جان دینا تو ایک طرف رہا، قرآن پاک اعلان فرماتا ہے کہ اس محبوب مطاع و حاکم ﷺ کی اتباع کرنے والا بھی اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔ الخ (آل عمران۔۳)

ترجمہ: اے محبوب تم فرمادو لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا

اللہ کا محبوب بنے جو تمہیں چاہے      اس کا تو بیاں ہی نہیں کچھ تم جسے چاہو

بہر حال یہ ایک عظیم اعزاز ہے جو عامر چیمہ کی حصے میں آیا۔ یاد رہے قوم کی بقا بھی اسی جذبے پر منحصر ہے۔ محبوب خدا حضور محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کا عشق ہی تو ہمارے ملی امراض کا مداوا ہے۔ جو شخص قوم کی رہنمائی کا دعویٰ تو کرتا ہے مگر اس جذبہ عشق سے محروم ہے، وہ رہزن تو ہو سکتا ہے، رہنما نہیں ہو سکتا۔ معماران قوم، مشائخ عظام اور علمائے کرام کو اپنے اپنے حلقہ اثر میں اسی کی آبیاری کرنی چاہئے۔ یہی جذبہ ہمارے دین و ایمان کی بنیاد ہے۔ یہی

ہمارے اسلامی تشخص کی جان ہے، یہی ہماری عزت و آبرو کا ضامن ہے، یہی ہماری فتح و کامرانی کا وسیلہ ہے، یہی آخرت کا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ لہٰذا اس جذبے کے پیدا کرنے پر سارا زور صرف کر دیجئے۔ حکومت کے ارادے کا سوتا کسی قوم کے لیڈر ہے جس کی مہنگائی اور بے روزگاری زور پر کسی پرواہ کیجئے ماتحت اور اس جذبے کی تبلیغ کیجئے۔

مغز قرآں، روح ایماں، جان دیں ہست حب رحمۃ للعالمین ﷺ

ممکن ہے آپ حضرات کی مساعی جمیلہ سے ایک عامر چیمہ کے بعد کئی عامر چیمہ پیدا ہوں اور توہین رسالت کا یہ تاریک دور ختم ہو جائے۔ عامر چیمہ کو بھی یہ جذبہ کسی امین محبت ہی سے ملا ہوگا اسی لئے اس نے وصیت کی تھی کہ میری قبر جنت البقیع میں یا کسی ولی اللہ کے مزار کے پاس بنائی جائے۔ مجھے امید ہے اس کی شہادت کی طرح خود اس کی قبر بھی نوجوانوں کو ولولہ جذبہ سے نوازتی رہے گی۔ حکیم الامت حضرت محمد اقبال علیہ الرحمہ نے فاطمہ بنت عبداللہ جو طرابلس کی جنگ میں غازیوں کو پانی پلاتی ہوئی شہید ہوئی تھی سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا

اپنے صحرا میں بہت آہو ابھی پوشیدہ ہیں
بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی پوشیدہ ہیں
فاطمہ گو شبنم افشاں آنکھ تیرے غم میں ہے
نغمۂ عشرت بھی اپنے نالۂ ماتم میں ہے
رقص تیری خاک کا کتنا نشاط انگیز ہے
ذرہ ذرہ زندگی کا سوز سے لبریز ہے
ہے کوئی ہنگامہ تیری تربت خاموش میں
پل رہی ہے ایک قوم تازہ اس آغوش میں
بے خبر ہوں گرچہ ان کی وسعت مقصد سے میں
آفرینش دیکھتا ہوں ان کی اس مرقد سے میں

اسی طرح انشاء اللہ اس کی قبر سے عاشقان جاں نثار کی ایک فوج تیار ہوگی۔

(یاد رہے میں نے بھی عامر چیمہ کو عنوان سخن بنایا ہے تو محض اللہ اور حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی رضا کیلئے) گر قبول افتد زہے عز و شرف ایک۔

**نہایت ہی خوش کن اطلاع:** ہم پیچھے عرض کر آئے ہیں کہ حضور پرنور سید نا رحمۃ للعالمین ﷺ اپنی امت پر رحمت بھری توجہ فرما رہے ہیں اور انشاء اللہ اب یہ امت ضرور بیدار ہوگی۔ مسلمان ممالک کے سربراہ یا تو اپنے آپ کو بدلیں گے یا ان کو بدل دیا جائے گا۔ اس کا نہایت تابندہ ثبوت وہ اطلاع ہے جو مدینہ منورہ سے آئی ہے۔ وہاں سے ایک دوست نے دو تین دن پہلے فون پر بتایا کہ مدینہ منورہ میں چھوٹے بڑے سٹکر تقسیم ہو رہے ہیں اور انھیں مکانوں اور دکانوں پر لگایا جا رہا ہے۔ حکومت کے محکمہ کی طرف سے انھیں شائع کیا گیا ہے اور ان پر صرف اتنی عبارت لکھی گئی ہے۔

فداک یا رسول اللہ جسے ہم اپنی زبان میں کہہ سکتے ہیں صدقے یا رسول اللہ

جس حکومت کا بنیادی مقصد ہی محمد بن عبدالوہاب کی تعلیمات کو نافذ کرنا تھا اور جس نے اسی تعلیم کی روشنی میں ندائے غائبانہ کے مرتکب لوگوں کو سخت سے سخت سزائیں دی تھیں بلکہ طائف، پھر مکہ معظمہ اور پھر مدینہ منورہ میں مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا، آج اگر خود فداک یا رسول اللہ کا نعرہ لگا رہی ہے تو یقیناً یہ حضور پرنور ﷺ کی توجہ کی برکت ہی سے ہوا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اسلام اور شیطان کے سپوت

## قسط: 20

تحریر: ڈاکٹر محمد حسین آسی

گذشتہ شمارے میں اچھے اخلاق کی اہمیت بیان کی گئی تھی اور احادیث مقدسہ کی روشنی میں ثابت کیا گیا تھا کہ حسن اخلاق کمال ایمان کی نشانی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ کمیونسٹ اور دہریے جن کی فطرت مسخ ہو چکی ہے ان کے نزدیک ایمان کی کوئی اہمیت ہے نہ اخلاق کی۔ انہیں میں سے کسی کا قول ہے کہ میں اچھے اخلاق کو پاجامے کے عوض دے دیتا ہوں۔ ان کی عقل سرکش ایسی اندھی اور اوندھی ہے کہ حسن کے جلووں کا ادراک نہیں کرتی اور جو کچھ اسے نظر آتا ہے حقائق کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ بقول حضرت اکبر الٰہ آبادی

وحشت میں ہر اک نقشہ الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

یہ لوگ دراصل اپنی بدترین خواہشات کے بدترین غلام ہیں۔ بصیرت تو ان سے اور ان کا بصیرت سے بیر تو تھا ہی کبھی بصارت سے بھی عاری ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اخلاق کے فائدے مسلم ہیں اور دنیا و انسانیت کے لئے ان کی نشو و نما اور پابندی از حد ضروری ہے۔ یہ بات معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والے انسان سے بھی پوشیدہ نہیں مگر عقل و حس کی یہ پیداوار اسے سمجھنے سے قاصر ہے۔ حضرت حکیم الامت علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا

بھروسا کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر
کہ دنیا میں فقط مردان حر کی آنکھ ہے بینا

اس تمہید کے بعد اسلام پر غور کریں تو یہ گویا "حسن اخلاق کی عالمگیر تحریک" ہے اور الحمدللہ دوسری بہت سی تحریکوں کے برعکس یہ پہلے دن ہی سے کامیاب ہوتی چلی آرہی ہے۔ ذرا غور فرمایئے اس وقت کے مکہ میں ظلم و ظالم کے خلاف کس نے آواز اٹھائی عدل و رحم کی بنیاد نئے سرے سے اور نئی دنیا کے لئے کس نے رکھی۔ اے دور حاضر کے حیا فروش اسلام دشمنو! تمہارے نزدیک فسق و فجور خصوصاً بدکاری میں کوئی برائی نہ سہی مگر کسی بھی غیر جانبدار آدمی سے پوچھو یا طب جدید کے بڑے بڑے علمبرداروں کی رائے دریافت کر کے فیصلہ کر لو کہ زنا کی عادت انسانی صحت کے لئے کتنی نقصان دہ ہے۔ تمہیں خدا کا خوف نہ سہی اس کے رسول کریم ﷺ کی شرم نہ سہی پھر بھی اپنا نفع و نقصان تو تمہیں سوچنا چاہیے۔

تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے زنا کو حرام قرار دے کر ملت اسلامیہ کو بہت سی روحانی، اخلاقی اور جسمانی بیماریوں سے بچا لیا۔ اپنے نفس کا غلام ہو کر جب آدمی کاروبار حیات شروع کرتا ہے تو زنا کا رسیا ہونے کی صورت میں وہ مروت سے خالی، انسانی ہمدردی سے عاری اور دولت کا پجاری بن

جاتا ہے۔ زنا اسی کو غلط راستے پر نہیں ڈالتا بلکہ اگر پوری قوم میں پھیل جائے تو اس کی معاشرت بلکہ خود اسے لے ڈوبتا ہے۔ امریکہ جو دور حاضر میں گویا تہذیب کا امام بنا پھرتا ہے اور 'جس کی لاٹھی اس کی بھینس' کے مصداق پوری دنیا پر قبضہ کرنا چاہتا ہے' معاشرتی طور پر تباہ ہو چکا ہے سات آٹھ سال کے بچے بچیاں سکول ہی میں نہیں' مکتب عشق بلکہ مکتب فسق میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور وقت سے پہلے ہی بالغ ہو کر شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ ایک دو کی بات نہیں' سینکڑوں کی بھی نہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں فحاشی کا شکار ہو کر سوزاک' آتشک اور ایڈز جیسی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں' مرد بھی اور عورتیں بھی۔

امریکہ کے اندر ہی فسق و فجور کا یہ سیلاب نہیں آیا بلکہ جہاں کہیں امریکیوں کے منحوس قدم پہنچتے ہیں۔ وہاں ان کا یہ شیطانی فیض پہنچ جاتا ہے اور خدانخواستہ اگر ساری دنیا امریکہ کے زیر نگیں آ جائے تو گویا ساری دنیا اخلاقی طور پر اور جسمانی طور پر تباہ و برباد ہو جائے گی۔ اسلام کی افادیت کا کوئی اور پہلو اگر آنکھوں سے پوشیدہ بھی ہو تو کیا یہی کافی نہیں ہے کہ جس آفت کو مختلف قوموں کے حکماء و عقلاء آج اپنی نظروں سے دیکھ کر خطرناک قرار دے رہے ہیں اسے قرآن نے اور اللہ کے رسول ﷺ نے صدیوں پہلے از حد خطرناک قرار دیا تھا بلکہ ایمان کے لئے بھی اسے مضر فرمایا تھا۔ اس دور میں زنا عام تھا اور مکہ مکرمہ میں بھی کھلے بندوں ہو رہا تھا (اگرچہ موجودہ امریکہ اور اس کے اشارے پر ناچنے والے ممالک کا ریکارڈ شاید اس سے بھی بدتر ہے) اسی کی روک تھام کے لئے اس کی سزا بھی قرآن پاک اور حدیث پاک نے مقرر فرما دی یعنی شادی شدہ زانی کو سنگسار کیا جائے، شادی شدہ کو سو کوڑے لگائے جائیں وغیرہ۔ یہاں اپنے نقطہ نظر کو مزید واضح کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ضیاء القرآن کی تفسیر سورۃ نور کا ایک طویل اقتباس نذر قارئین کیا جائے۔ ضیاء الامت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

"وہ متعدد اعمال جن کے ارتکاب کو اسلام نے جرم قرار دیا ہے' ان میں زنا بھی ہے۔ قرآن کریم نے ایک دوسری آیت میں اس کی ممانعت کی حکمت بڑے بلیغ انداز میں صرف دو لفظوں میں بیان کر دی' لا تقربوا الزنی انه کان فاحشة وساء سبیلا ٥ یعنی زنا کے قریب بھی نہ جاؤ' یہ بڑی بے حیائی ہے اور یہ راستہ بہت برا ہے' یعنی تمہیں اس فعل بد سے ہم اس لئے نہیں روک رہے کہ تم لطف نہ اٹھاؤ' تمہاری زندگی کا دامن مسرتوں سے خالی رہے بلکہ اس میں سراسر تمہارا ہی فائدہ ہے۔ یہ فعل مجسم بے حیائی ہے۔ اگر تم اس کا ارتکاب کرو گے تو شرم و حیا کی قوت جو تمہیں ہر برے کام سے' ہر رذیل حرکت سے' ہر خلاف مروت اقدام سے روکتی ہے' بلکہ گناہوں اور بدکاریوں کے سیلاب کے سامنے سد سکندری بن کر کھڑی ہو جاتی ہے' وہ کمزور پڑ جائے گی' وہ بیمار ہو جائے گی حتیٰ کہ وہ دم توڑ دے گی۔ اور جب یہ قوت فنا ہو جائے گی تو غیرت و حمیت کا جنازہ نکل جائے گا' پھر اگر کوئی یہ فعل شنیع جس کے تصور سے ہی تم کانپ اٹھتے ہو' تمہاری بیوی' بہن بلکہ بیٹی کے ساتھ بھی کرے گا تو تم اسے کوئی اہمیت نہ دو گے۔ یورپ، امریکہ اور ان سے متاثر ہونے والے ملکوں میں کیا ہو رہا ہے۔ رقص گاہوں میں لوگ اپنی آنکھوں سے اپنی بہو بیٹیوں کو دوسروں کی آغوش میں دیکھتے ہیں اور ٹس سے مس نہیں ہوتے بلکہ وہ دیوث فخر سے اترا رہے ہوتے ہیں اور داد دے رہے ہوتے ہیں۔

ممکن ہے کسی مسخ شدہ ذہن والے آدمی کے نزدیک اخلاق عالیہ کی یہ گراں بہا قدریں کوئی اہمیت نہ رکھتی ہوں' محض انہیں قدامت پرستی اور رجعت پسندی کی علامت قرار دیتا ہو' لیکن ساء سبیلا (یعنی بہت برا راستہ) فرما کر ایسے کند ذہن کو بھی حقائق کی تلخیوں' حالات کی بے رحمیوں اور واقعات کی سنگینیوں کے روبرو کھڑا کر دیا یعنی یہ راستہ بہت ہی برا راستہ ہے۔

چند لمحوں کی فانی اور جھوٹی مسرت کے لئے انسان اپنی صحت کو کن خطرات سے دوچار کر دیتا ہے۔ آتشک اور سوزاک ایڈز وغیرہ موذی امراض کس کا کرشمہ ہیں۔ یہ تحائف کون دیتا ہے؟ اور کسے دیتا ہے؟ وہ عورت جو مردوں کی شہوت رانی کا شکار ہوتی ہے اسے اگر حمل ٹھہر گیا تو وہ کہاں سر چھپائے گی۔ حمل گرانے کی صورت میں وہ اپنی جان بھی کھو سکتی ہے ہم نے مانا کہ یورپ کے ترقی یافتہ ممالک میں ایسے ہسپتال اور کلینک موجود ہیں جو استقاط حمل کی خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ اور ایسی پناہ گاہیں بھی موجود ہیں جہاں غیر شادی شدہ ماؤں کو پناہ مل جاتی ہے لیکن کیا سوسائٹی میں انہیں کوئی قابل احترام مقام نصیب ہو سکتا ہے۔ ہم نے مانا کہ ان دونوں نے اپنے کئے کی سزا پالی لیکن وہ بچے جو اس طرح پیدا ہوتے ہیں ان کا کیا قصور؟ ان ہوس کار باپ نے بھی ان سے آنکھیں پھیر لیں۔ ماں بھی اسے کسی یتیم خانے میں چھوڑ کر چلی گئی۔ نہ ان کو ماں کی آغوش محبت نصیب ہوئی نہ باپ کا ظل عاطفت۔ یہ محرومیاں ان کو ورثہ میں کیوں ملیں۔ یہ سزا انہیں کس گناہ کی مل رہی ہے کیا ان بچوں کے ارمان ستائش نہیں ہوتے۔

چند ماہ ہوئے امریکہ کی ایک خاتون کوریا گئی' وہاں اس نے بیشمار ایسے بچے دیکھے جن کی مائیں تو کوریائی تھیں لیکن ان کے باپ امریکہ کے وہ سپاہی تھے جو کوریا کی جنگ میں اہل کوریا کی مدد کے لئے تشریف لائے تھے۔ وہ کوریا والوں کو کیمونسٹوں کی غلامی سے چھڑانے آئے تھے' وہ انہیں جمہوریت کی بالادستی کا سبق ازبر کرانے آئے تھے' وہ سبق تو انہیں ازبر ہوا یا نہیں' البتہ یہ ضرور ہوا کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں کورین دوشیزائیں ان کے ڈالروں کی جھنکار سے مسحور ہو کر یا جنگ کی لائی ہوئی محرومیوں اور فاقوں سے مجبور ہو کر اپنی عصمت کی دولت لٹا بیٹھیں اور ان کے مہربان امریکی حلیف انہیں حرامی بچوں کا ایک لشکر جرار دے گئے۔ خود تو وہ اپنے وطن واپس چلے گئے اور وہ بچے اپنے ظالم، جفا کار اور طوطا چشم باپوں اور غربت زدہ ماؤں کی مفارقت کے صدمے برداشت کرنے کے لئے کوریا میں رہ گئے اور وہ اب تک وہاں کے گلی کوچوں میں دھکے کھا رہے ہیں۔ کوئی ان کا پرسان حال نہیں۔ امریکہ کی اس خاتون نے جب یہ حال دیکھا تو رحم کی ایک رو نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اس نے امریکہ کے اخبارات میں ایک اپیل شائع کی کہ ان بچوں کی سرپرستی کے لئے امریکہ کے دردمند چندہ دیں۔ لاکھوں ڈالر چندہ ہوا۔ اخبارات میں امریکہ کی غریب پروری کی تشہیر ہوئی اور خوب تشہیر ہوئی۔ لیکن ذرا سوچئے' ان لاکھوں بچوں میں سے ہزار دو ہزار بچے کفالت میں لے بھی لئے گئے تو کیا یہ مسئلہ حل ہو گیا۔ باقی رہ جانے والے بچوں کے دکھ کا مداوا اور درد کا درماں ہو گیا؟ ان کفالت میں لئے جانے والے بچوں کو ماں کا پیار اور باپ کی محبت بھی مل گئی؟ وہ محترمہ اس ہنگامہ آرائی کے بجائے اگر اپنے سپوتوں کو شرم و حیا کا درس دیتی اور اس فعل شنیع سے باز آنے کی تلقین کرتی تو کیا یہ اچھا نہ ہوتا۔ آگ لگا کر اسے بجھانے کی ناکام کوشش سے کیا یہ بہتر نہیں کہ آگ لگانے کی حماقت ہی نہ کی جائے۔ وساء سبیلا کے الفاظ کتنے جامع ہیں۔ آپ ان افراد، خاندانوں اور قوموں کا جتنی گہری نظر سے تجزیہ کریں گے آپ کے سامنے ہولناک حقائق بے نقاب ہوتے چلے جائیں گے۔ آپ بڑے فراخدل، مغربیت زدہ اور جدت پسند ہونے کے باوجود کانپ اٹھیں گے لرز جائیں گے۔

دوسری جنگ عظیم میں امریکہ کے سپاہی اپنے دوست ملک برطانیہ کی مدد کے لئے تشریف لائے تھے۔ وہ چند سال برطانیہ میں ٹھہرے اور جب گئے تو سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ستر ہزار حرامی بچے چھوڑ کر گئے۔ اس کے علاوہ جو جنسی لاعلاج بیماریاں

[illegible] بطور خصوصی [illegible]

[illegible] کے حضرت [illegible] فرماتے ہیں

آپ نے [illegible]

[illegible]

[illegible] لئے قربانی اور ایثار کی حیران کن مثالیں قائم کرتے [illegible] اور ایثار کا جذبہ ختم ہو چکا ہے۔ کوئی بات کسی کی مرضی کے خلاف [illegible] یہ وہ محکم اساس ہے جس پر معاشرہ کا محل تعمیر کیا جا سکتا ہے۔ اگر یہ بنیاد ہی کمزور ہو گئی تو صحت مند معاشرہ کیسے تعمیر ہوگا۔ (ضیاء القرآن مینا)

دیکھیے دور حاضر [illegible] جابر قوموں پر مسلط ہوتا ہے اور بڑے بڑے لیڈروں [illegible] اپنی گرفت میں جکڑے ہوئے ہے پھر اس سے چار سو تباہی و بربادی پھیل رہی ہے اس کے خلاف موثر ترین آواز وہ بھی کئی صدیاں پہلے کس نے اٹھائی۔ اسلام [illegible] کی تعلیم تھی جس نے بدکاروں کو نیکوکار [illegible] متقی اور حیادار قسم کے لوگوں [illegible] انقلاب روئے زمین پر کبھی بھی نہیں آیا جس نے انسان ہی کی اصلاح نہیں کی [illegible] اس حقیقت پر شاہد عادل ہے کہ دوسری قوموں کے مقابلے میں ملت اسلامیہ ہمیشہ صلاح و فلاح کی علمبردار رہی ہے اور اس میں اگرچہ گنہگار بھی موجود ہیں مگر ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر رہی ہے اور دوسری قوموں کے مقابلے میں [illegible] ہونے کے برابر۔

بہت حد تک یہ صورت حال آج بھی برقرار ہے۔ اگرچہ قوم کو اسلام سے دور کرنے کے لئے بڑے بڑے منصوبے [illegible] ہو رہے ہیں اگرچہ سرکاری سطح پر بے حیائی اور عریانی کو پھیلانے کے راستے ہموار کئے جا رہے ہیں۔ بلکہ موجودہ سربراہ نے تاریک ماضی کا ذکر کر کے شمع ایمان جو مسلمانوں کے دلوں میں فروزاں ہے بجھانے کی ناپاک کوششوں میں جتا ہوا ہے۔ شاید یہ چاہتا ہے کہ پاکستانی معاشرہ بھی امریکی اور یورپی معاشروں کی طرح بالکل تباہ و برباد ہو جائے، چنانچہ زنا اور اس کے مبادیات کی کھلم کھلا حوصلہ افزائی ہو رہی ہے پھر بھی ابھی ملت میں صالح افراد کم از کم متوسط درجے کے مسلمانوں کی کمی نہیں اور جس حد تک مشرف اینڈ کمپنی اسے لیجانا چاہتی ہے چند حیا باختہ عورتوں اور چند بے غیرت مردوں کے سوا کسی نے بھی اس کی آواز پر لبیک نہیں کہا۔ چنانچہ ایک ملک گیر سروے کے باوجود اسلام کے اثرات سے ان کے قلب و ذہن میں جلوہ گر ہیں اور پاکستان ہی نہیں، سارا عالم اسلام مغلوب و مقہور و مجبور ہونے کے باوجود امریکہ اور یورپ کی معاشرتی تباہی تک نہیں پہنچا اور انشاء اللہ کبھی نہیں پہنچے گا بلکہ حکومت کی ناپاک مساعی بھی جلدی ناکامی سے دوچار ہو جائیں گی، اسلام سینوں میں پوری قوت سے بیدار ہوگا اور آب و تاب سے چمکے گا اور پورے تزک و احتشام سے اپنا لوہا منوائے گا۔

بہر حال پوری دنیا میں آج بھی زنا اور ایسی چیزوں کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ تو یہ محض اسلام کا فیض ہے کیونکہ اس کے سوا اس کا موثر توڑ کسی نے کیا ہی نہیں۔ خود دشمن اسلام زبان دراز باغیوں کو کوئی حرامی کہہ کے دیکھ لے، کیا نہیں تکلیف ہو گی یا نہیں۔ اگر نہیں تو گویا صلاحیت کے تمام امکانات ختم ہو گئے ہیں اور اگر تکلیف ہوتی ہے تو یہ در پردہ اسلام کا فیض ہے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔ جس اسلام نے دشمنوں کو بھی اس حد تک متاثر کیا ہو اس کے دوستوں پر کیا کیا اثرات ہوں گے۔

# اتحاد ملت

# کی ضرورت و صورت

قسط: 40

پروفیسر محمد حسین آسی

**اختلافات:** یہ بات کسی بھی عقلمند انسان سے بھی پوشیدہ نہیں کہ اختلافات کے کئی درجے ہوتے ہیں۔ بعض اختلافات محض فروعی نوعیت کے ہوتے ہیں اور ان میں کوئی کسی بھی طرف ہو، حق پر رہتا ہے اور عمل کرنے سے ثواب کا مستحق قرار پاتا ہے، جیسے حنفی، شافعی اختلافات وغیرہ۔ پھر ایسے اختلافات بھی ہوتے ہیں جن سے عقیدہ متاثر ہوتا ہے۔ ایسے تمام عقائد جو اہل سنت ہونے کیلئے ضروری ہیں ان کو 'ضروریات اہل سنت' کہا جاتا ہے، ان میں کسی ایک کے انکار سے بھی منکر اہل سنت سے خارج ہو جاتا ہے اور کسی گمراہ فرقے میں شامل ہو جاتا ہے مگر کافر نہیں ہوتا مثلاً آسمانوں کی معراج کا، اقرار و انکار ایسا ہی عقیدہ ہے، سنی مانتے ہیں بعض غیر سنی انکار کرتے ہیں۔ ہاں سب سے اہم اختلاف، کفر و اسلام کا ہے۔ جو شخص مانتے دلوں میں ہے، وہ مومن اور جسے انکار ہے وہ کافر و مرتد۔ ایسے تمام عقائد جن کا ماننا مومن رہنے کیلئے ضروری اور جن کے انکار سے منکر کافر ہو جاتا ہے، ضروریات دین کہلاتے ہیں۔

'ضروریات دین' میں کیا کیا عقائد شامل ہیں، ہم یہاں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتے، البتہ ان میں سب سے اہم وہ ہیں جنہیں ارکان ایمان یا بقول پروفیسر طاہر القادری 'اجزائے ایمان' کہتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان کی پہلی حدیث پاک سنیے، پوری نہیں بلکہ صرف ایک سوال و جواب۔ پس منظر یہ ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام انسانی صورت میں حاضر ہوتے ہیں اور پہلے اسلام کے بارے میں پوچھتے ہیں اور پھر ایمان کے بارے میں

أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ

ترجمہ: عرض کیا کہ مجھے ایمان کے متعلق بتایئے، فرمایا اللہ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اس کے رسولوں اور آخری دن کو مانو اور اچھی بری تقدیر کو مانو

ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنے سے کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکتا۔

اب آیئے قرآن پاک کی واضح ہدایت کی طرف

كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ۚ (البقرہ، ۲۸۵)

ترجمہ: سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو، یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔

**نبوت پر ایمان کی اہمیت:** دوسری ایمانیات جن کا اوپر حدیث پاک میں ذکر ہوا، یہ بھی قرآن پاک کی مختلف آیات سے ثابت ہیں۔ ان سب پر یعنی سب فرشتوں پر، سب آسمانی والی کتابوں پر اور سب رسولوں پر ایمان لانا ضروریات اسلام میں سے ہے۔ پھر ان میں ہر ایک کی اپنی اپنی

اہمیت ہے۔ مثلاً اللہ پر ایمان سب سے پہلے ہے، وہ سب کا خالق و مالک حقیقی اور معبود واحد ہے۔ سب رسول اور نبی علیہم السلام اس کی بارگاہ کے مقرب ترین بندے ہیں، ان میں کوئی خالق، مالک حقیقی یا معبود نہیں یہ عقیدہ توحید ہے۔ پھر بھی ظاہر ہے جب تک نبی علیہ السلام پر ایمان نہ ہو، خدائے واحد و قیوم پر ایمان لا نہیں سکتا کیونکہ اس مسئلہ توحید کو سمجھانے اور اپنا تعارف کرانے کیلئے انبیاء علیہم السلام کو ہی بھیجا گیا ہے۔ جو لوگ ان محبوبانِ خدا علیہم السلام کے دامن رحمت سے وابستہ ہوئے یا ان پر ایمان لائے، وہی ان کے اور اپنے خدا پر ایمان لا سکے اور جنہوں نے ان کے وسیلے کو دور خود اعتنائی سمجھا توحید کو نہیں سمجھ سکے۔ یہ ایک ایسی کھلی حقیقت ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا ابوجہل کیوں مشرک رہا اس لئے کہ وہ نبوت پر ایمان نہ لایا جناب صدیق اکبر علیہ الرضوان نے خدا کو کیوں مانا، اس لئے کہ انھوں نے پہلے خدا کے نبی علیہ السلام کو مانا اور پھر وہ ان کے وسیلے سے خدا تک پہنچ گئے۔

توحید اور عرفان خداوندی ہی نہیں، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے پر سارے دین و ایمان کی بنیاد ہے۔ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گذشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تصدیق فرمائی، ان کو حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت نے نبی مانا اور پہلی نازل شدہ کتابوں کی توثیق فرمائی تو امت آخریں نے اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء کی اطاعت کرتے ہوئے ان پر بھی ایمان رکھا یونہی مرنے کے بعد اٹھنے اور قیامت کے دن پر۔ معلوم یہ ہوا سارے ایمان کی جان اس جانِ جان و جانِ جہان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان ہے، اگر اس محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء پر ایمان نہیں تو کسی پر بھی ایمان نہیں بلکہ اگر خدا کو ایک مانتا ہے، تو یہ ماننا بھی اسے کفر سے نہیں بچا سکتا۔ ایک تو اس لئے کہ نبوت کے وسیلے کے بغیر ممکن ہی نہیں اور دوسرا اس لئے کہ توحید کا مسئلہ تو بنیادی طور پر خدا کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سمجھا سکتا ہے۔ اپنی عقل پر اعتماد کر کے اگر کوئی اس راہ میں ٹامک ٹوئیاں مارتے ہوئے کہیں پہنچ جاتا ہے تو یہ توحید نہیں، بلکہ اس کے اپنے وہم و گمان کی پیداوار ہے۔

حضرت اقبال علیہ الرحمۃ سے پوچھئے دین میں اس محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا مقام ہے فرماتے ہیں

یہی اسلام ہے میرا، یہی ایمان میرا — تیرے نظارۂ رخسار سے حیران ہونا
مغز قرآن، روح ایماں، جان دیں — ہست حب رحمۃ للعلمین ﷺ

بلکہ حکیم الامت کے نزدیک عشق رسول ﷺ کے بغیر انسانیت ہی میسر نہیں آتی، چنانچہ فرماتے ہیں

تیری الفت کی اگر نہ ہو حرارت دل میں — آدمی کو میسر نہیں انساں ہونا

**تعظیم رسول ﷺ:** بلکہ حق یہ ہے کہ جن منچلوں نے دامن محبوب علیہ التحیۃ والثناء تھام کر پھر چھوڑ دیا، اور مقام رسالت پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرنے کے باوجود تعظیم و تکریم کے بارے میں غیر محتاط ہو گئے، گویا غیرت خداوندی کا تقاضا یہ تھا کہ انہیں بھی رسالت کے منکروں میں شامل کیا جائے اور ان سے بھی نورِ توحید اور نورِ ایمان سلب کر لیا جائے، ہاں ہاں رب کے محبوب اکبر و اعظم واحد علیہ التحیۃ والثناء کی بارگاہ عرش پناہ بہت بلند ہے، اس میں ذرا سی بے احتیاطی ناقابل برداشت ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر — نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

یہ حقیقت کسی دور میں بھی اہل ایماں کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہوئی اور انھوں نے ہر دور میں اس محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جان ایمان سمجھتے ہوئے عشق و ادب کا حق ادا کر دیا۔ مسلمانوں کا اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء سے یہ (عشق و ادب کا) تعلق کفر کی نظروں سے بھی پوشیدہ نہیں۔ جہاں بھی اہل ایماں کو غلبہ ملا، کافروں نے ہمیشہ محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کی شان اقدس میں نعتیں لکھیں، فضائل بیان کئے اور بعض لکھتے لکھتے مسلمان بھی ہو گئے، بلکہ یہ محض مسلمانوں کے غلبے کا اثر ہی نہیں تھا، سب سے زیادہ خود اس مقصود کائنات علیہ افضل الصلوٰت و اکمل التحیات کی سیرت حسنہ کی من موہنی تاثیر تھی۔ کون ہے جو اس صاحب خلق عظیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت مقدسہ کا مطالعہ کرے اور شمع رسالت کا پروانہ نہ بنے؟ کون ہے جو اس کی غریب پروری کی شان سنے اور قربان ہو ہو نہ جائے؟ کون ہے عدل و مساوات کے اس بے مثل نقیب علیہ التحیۃ والثناء کے عظیم کارنامے

سے اور شیدائی نہ ہو۔ نہیں، بلکہ محبت کے جتنے اسباب بھی ممکن ہیں، سب کے سب اس آئینۂ ذات رحمانی میں موجود ہیں اور بدرجۂ کمال موجود ہیں۔ فاضل بریلوی عرض کرتے ہیں۔

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا، تری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا، ترے خالق حسن و ادا کی قسم

ایک اور بزرگ عرض کرتے ہیں

ہر چہ سباب جمال است رخ خوب ترا ہمہ بوجہ کمال است کما لا یخفی

**محسن اعظم** مختصر یہ کہ ضروریات دین میں کسی ایک شئی کا انکار بھی کسی کے کافر و مرتد اور دائمی جہنمی ہونے کیلئے کافی ہے۔ دیکھئے گذشتہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام پر ایمان کیوں ضروری ہے، اس لئے کہ ہمارے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء نے ان پر ایمان لانے کا حکم دیا۔ اب اگر ہے کسی پیغمبر علیہ السلام پر ایمان نہ رکھا جائے یا ان کی ہلکی سی بے ادبی کردی جائے تو بے ادب مسلمان نہیں رہے گا۔ ذرا سوچئے حضور رحمۃ للعٰلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گذشتہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام پر کیسی رحمت ہے کہ جن کی صداقت کی دلیل کہیں اور جگہ سے مل ہی نہیں سکتی، صادق و رالامین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس طرح انکو تحفظ دیا۔ دوسرے لفظوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بھی محسن ہیں (کیونکہ یہ اُمتیں خود اپنے نبیوں اور رسولوں علیہم السلام کو جس انداز میں پیش کرتی ہیں، ان کی امتوں کے میں جو جو الزامات خدا کے پاک رسولوں علیہم السلام پر لگائے ہیں، نبوت و رسالت تو کجا، عام شریف آدمی بھی انہیں اپنی شرافت و عزت کے خلاف سمجھتا ہے۔ (عہد نامہ قدیم وجدید وغیرہ) اور یہ انتہائی گھناؤنا ہے۔ (عیسائیوں اور یہودیوں کو محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کے اتنے سے احسان کی قدر بھی ہوتی تو "ڈنمارک" کے ناپاک کارٹونوں جیسے مسائل پیدا نہ ہوتے۔ حضور پرنور ﷺ نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی نبوت و رسالت کی تصدیق ہی نہیں فرمائی انہیں معصوم بھی قرار دیا۔ اور زبوں اور کھربوں انسانوں سے ان کی نبوت اور عصمت کی تصدیق کرائی۔ (جب کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ پر بدترین الزامات لگاتے ہیں) کیا یہ بے غیرتی کی انتہا نہیں جس قوم نے ان کے نبی علیہ السلام پر ایسے الزامات لگائے وہ اب کی کرم نوازی کا حوالہ ہے اور جو قوم اپنے نبی اکرم وارحم و اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق سب کا ادب کرتی رہی اس کو مٹانے کے درپے ہیں۔

**عشق و ادب:** بات لمبی ہوگئی میں نے اوپر عرض کیا ہے مسلمان اپنے نبی رؤف رحیم علی التحیۃ والتسلیم کی عزت و تعظیم سے کبھی غافل نہیں ہوئے۔ ہاں منافق مسلمانوں کے اس جذبے کو جانتے ہوئے بھی اس سے پوری طرح محروم رہے کیونکہ وہ ایمان سے بھی محروم تھے۔ ایمان اور ادب و عشق یہ لازم ملزوم ہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان اور منافقین علیہم اللعنۃ میں یہی فرق تھا۔ اول الذکر مومن تھے اور مودب و محب اور منافق رسالت کے منکر تھے اور بغض و بے ادب۔ مسلمانوں کا کام یہ ہے کہ وہ غیروں کو اسلام و ایمان کی دعوت دیں اور اگر وہ حلقۂ اسلام میں آ جائیں تو ظاہر ہے وہ خود بخود مودب بھی ہوں گے اور پروانۂ شمع رسالت بھی۔ منافقین لوگوں کو گھیر گھیر کے اپنے ساتھ ملاتے رہے انہیں آہستہ آہستہ 'توحید' کے نام پر فضائل رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کے ٹیکے لگاتے رہے۔ وغیرہ وغیرہ غرض نبی کریم علی الصلوٰۃ والتسلیم کے دروازے سے دور کرنا اور ان کے فضائل سے انکار کرانا یہ ہے نفاق کا اصل مقصد۔

آپ اس کا اندازہ کرنا چاہیں تو ان لوگوں سے کیجئے جن کے عقائد کبھی بڑے پختہ تھے اور ظاہر و باطن سے وہ مومن تھے۔ مگر تبلیغی جماعت کے ساتھ ایک چلہ کاٹ آئے، پھر انہیں حضور پرنور علیہ السلام کا دانائے غیوب، حاضر و ناظر اور حامی و ناصر ہونا بھی شرک دکھائی دینے لگا۔ یہ لوگ جس طرح 'ورک' کرتے ہیں۔ کیا کہنے۔ اس 'ورک' کے۔ کتنی محنت کرتے ہیں، گھربار چھوڑتے ہیں، دو دو تین تین مہینے چکروں میں رہتے ہیں مگر کاہے کیلئے۔ محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کے فضائل کا انکار کرنے کرانے کے لئے کیا اس محنت کا ثواب 'رضائے خداوندی یا جنت کے ساتھ تعلق' حاشا وکلا قطعاً نہیں۔ ایک دن ایک صاحب تبلیغی جماعت کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمارہے تھے کہ دیکھو کسی سے کچھ نہیں مانگتے، میں نے عرض کیا

شیطان بھی اس اعتبار سے بڑا بے لاث ہے۔ چند سال پہلے سعودی عرب میں ان کے خلاف کئی کتابیں لکھی گئیں اور پھر ان پر اس ملک میں پابندی بھی عائد کر دی گئی۔ ان پر ایک الزام یہ تھا کہ ان کا ایک مشن تل ابیب یعنی یہودیوں کے صدر مقام میں برادریوں کی طرح کام کرتا ہے دیکھیں ان کی صداقت اور بعض حضرات کی ایک کتاب ہے مکاشفۃ الصدرین اس میں بڑا واضح ہے کہ ابتدا تبلیغی جماعت کو انگریز ہی کچھ امداد دیتے تھے۔

**پاکستان کی موجودہ صورتحال** بہرحال حضور پرنور شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل کا انکار ایسا جرم نہیں جتنا رسالت پر ایمان لانے کو غیر ضروری قرار دینا ہے۔ پاکستان میں کچھ عرصہ پیسے شیطانوں کی وجہ سے اور کچھ دوسرے اسباب سے تشخص اسلام کو بتدریج مٹایا جا رہا ہے۔ لگتا ہے کہ بڑے بڑے مولویوں کو اس بات پر خریدا جا رہا ہے کہ وہ حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت پر ایمان لانے کے غیر ضروری ہونے کا فتویٰ دیں۔

**علماء کی دو قسمیں** اسلام دشمن قوتیں شکار کی تلاش کرتی ہیں اور جبہ و دستار والے جبہ و دستار کے ساتھ بکتے ہیں، کالم نگار اپنی قوت تحریر سے اپنی قیمت لگواتے ہیں اچنانچہ جس کا علم جتنی گمراہی کا ذریعہ بنے وہ اتنا ہی قیمتی۔ خرید و فروخت کا یہ سلسلہ بھی شاید قدیم سے ہے۔ کسی زمانے میں بلعم باعور بھی ایسا ہی خود فروش تھا۔ وہ بھی علم و فضل کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف استعمال کیا گیا تھا۔ عذاب آیا تو نشان عبرت بن گیا۔ ہماری قوم میں بھی بہت سا بلعم کا مال ہے۔ اسی لئے شروع ہی سے علماء کی دو قسمیں ساتھ ساتھ بیان ہوتی چلی آئی ہیں۔

۱: علماء حق: جو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کے مقابلے میں کسی مصلحت کا شکار نہیں ہوئے۔

۲: علماء سوء: جنہوں نے ہمیشہ چڑھتے سورج کی پوجا کی ہے اور جب بھی اسلام پر نازک موقع آیا ان کی روحانی مصلحتوں نے انہیں دشمنوں کے ساتھ لا کھڑا کیا۔

علماء کی ان دونوں قسموں کا ذکر حدیث پاک میں ملاحظہ فرمایئے

اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ وَاِنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ خِيَارُ الْعُلَمَاءِ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: بروں میں سب سے برے بھی علماء ہیں اور اچھوں میں سب سے اچھے بھی علماء ہیں۔

عَنْ سُفْيَانَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِكَعْبٍ مَنْ اَرْبَابُ الْعِلْمِ قَالَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ بِمَا يَعْلَمُوْنَ قَالَ فَمَا اَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَاءِ قَالَ الطَّمَعُ

ترجمہ: حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ جناب عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا 'صاحبان علم کون ہیں؟' عرض کی 'جو علم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ پھر پوچھا 'کونسی چیز علم کو علماء کے دل سے نکالتی ہے۔' عرض کی 'لالچ'

اب آیئے اس صورت حال کے محض ایک پہلو کی طرف جو انگریزوں کے برصغیر پر تسلط کے ابتدائی دنوں میں تھی۔

**مولویوں کا ایک خریدار پادری:** محمد نجم مصطفائی لکھتے ہیں۔

"یہ حقیقت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ جب انگریزوں نے ہندوستان میں اپنی سلطنت کا سنگ بنیاد رکھا تو انہیں سب سے بڑا خطرہ مسلمانوں سے تھا۔ انہیں ہر وقت یہ فکر دامن گیر رہتی تھی کہ جب تک قوم مسلم کا ایمان و اسلام باقی اور ان کی اجتماعی قوت برقرار ہے، اس وقت تک ہندوستان میں انگریز حکومت کے قدم نہیں جم سکتے۔ لہٰذا انہوں نے مسلمانان ہند کو ان کے ایمان و عقائد سے دور کرنے اور ان کی اجتماعی قوت کو پاش پاش کر دینے کو انتہائی ضروری سمجھا۔ پھر اس اسلام دشمن اسکیم کے تحت انگریزوں نے بعض "کرائے کے مولویوں" کو اس کام پر معمور کیا تا کہ وہ مسلمانوں کو قرآنی آیتیں اور حدیثیں سنا کر ان کے پختہ دینی عقائد کو متزلزل اور اسلامی خیالات کو تبدیل کریں۔ یہ صرف قیاس آرائی نہیں بلکہ وہ تلخ حقیقت ہے جس کا ثبوت حسب ذیل عبارت سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

امت کو بہکانے والے مودودی صاحب ہیں یا وہ لوگ اور یہ وہ جس نے کی حضور ﷺ کی امت کو رسوا کیا اور ملت اسلامیہ ... حضور پرنور ﷺ نے عشق سے نعرہ لگا کے اپنے عشق کے دعوے میں چسپاں ... میں انہیں امت کا نہیں حضور پرنور ﷺ کا عاشق کہتا ہے۔ ... کی تعلیم اور تفہیم سے ... اس جماعت کے بڑے بڑے رہنماؤں سے بات ہوئی تو ہمیشہ یہی محسوس ہوا ... صاحب کی محبت و عقیدت اطاعت رسول ﷺ سے زیادہ ضروری ہے۔ یہ نعرہ کالجوں میں مولانا موصوف کی زندگی میں شروع ہو گیا تھا کہ کسی نے ... اگرچہ

سیدی و مرشدی — یا نبی یا نبی علیہ الصلوۃ والسلام

تو اسی محبت طلب نے اس کا جواب یوں دیا

سیدی و مرشدی — یا مودودی یا مودودی

حضور ﷺ کے مقابلے میں کسی اور کا ذکر کرنا صریحاً ظلم اور بغاوت ہے۔ مگر نوجوانوں کو جوش دلایا گیا تو حضور پرنور ﷺ کے نام پر نعرے کو مودودی صاحب کے نام سے۔ اس صورت حال میں کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس قسم کا نعرہ لگاتے وقت خود کو حضور پرنور ﷺ کا امتی سمجھتے تھے۔ اس سے غزوہ احد کا وہ واقعہ یاد آجاتا ہے جب جنگ کے بعد ابوسفیان نے (جو اس وقت دولت کفر میں تھے) یہ نعرہ بھی لگایا۔

لَنَا عُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ

(ہمارے پاس عزیٰ جیسا خدا ہے تمہارے پاس کوئی عزیٰ نہیں)

اس کا جواب حضور پرنور ﷺ کے ارشاد کے مطابق حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یوں دیا۔

اَللّٰہُ مَوْلٰنَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ

(اللہ ہمارا مددگار ہے تمہارا کوئی مددگار نہیں)

دیکھا آپ نے کافروں کے لئے عزیٰ اور مسلمانوں کے لئے اللہ جو عزیٰ کو سب کچھ سمجھے وہ اللہ کا باغی اور اللہ کو خالق و مالک ماننے والے ہر باطل سے الگ (حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ) بہرحال اللہ والوں نے اللہ کے نام کا نعرہ لگایا اور عزیٰ والوں نے اس کے نام کا۔ یہی ... ہے۔ اب اگر پروانہ ہائے شمع طاہری بھی اس قسم کی سوچ رکھتے ہیں تو کھل کے سامنے آئیں۔

میرے ایک استاد ہوتے تھے جو شاید ملتان یونیورسٹی کے رجسٹرار کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ ان کی ملازمت کا آغاز ہمارے علاقہ کے سکول کی ہیڈ ماسٹری سے ہوا۔ جلد ہی ان کا تبادلہ چند دار خان ہو گیا مگر یہ میل جول کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر وہ تبادلہ کرا کے شکر گڑھ ہائی سکول میں تشریف لے آئے۔ میں نے اسی زمانے میں بی اے کا امتحان دیا تھا (یعنی ۱۹۶۰ء) میں استاد شاگرد جب بھی ملتے، بحث شروع ہو جاتی (مگر اس میں گستاخی یا معاندت کا پہلو نہیں تھا) وہ دلیل سے بات کرتے اور دلیل ہی کو سننا پسند کرتے تھے۔ غالباً مئی ۱۹۶۰ء میں مجھے شیخوپورہ اور انہیں لاہور جانا تھا، دونوں ٹرین میں مل گئے، خوشی بھی ہوئی اور بحث کا آغاز بھی انہوں نے ایک اہل حدیث خطیب کا ذکر شروع کر دیا اور اس کی علمیت اور فصاحت و بلاغت وغیرہ پر خوب لیکچر دیا۔ میں نے اس سب کے جواب میں عرض کیا "استاد جی! ذرا غور کر کے بتائیں" جب اس کے ممدوح منبر پر بیٹھ کر کہتے ہیں کہ "میرا یہ مال نبی کے مال کی طرح ہے" کیا اس وقت انہیں یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ حضور ﷺ کی امت میں داخل ہیں" استاد صاحب نے کچھ دیر خاموشی اختیار کی اور پھر فرمایا نہیں ایسا نہیں۔ میں نے عرض کی جناب والا! جس مولوی کو منبر پر بیٹھ کر بھی یہ یاد نہیں رہتا ہے کہ میں حضور ﷺ کا امتی ہوں اس کی فصاحت و بلاغت اور جوہر خطابت کی کیا حیثیت۔ نجانے اس کا کیا اثر ہوا یہ سارا مکالمہ شکر گڑھ سے اگلے اسٹیشن کے آنے سے پہلے مکمل ہو گیا اور استاد صاحب لاہور تک بالکل خاموش رہے۔ کاش ہمارے دور میں بھی ایسے عقیدتمند ہوں جو اپنے لیڈر پر حضور پرنور ﷺ کو ترجیح دیا کریں۔

گزشتہ دنوں ہم نے وہ ویڈیو کیسٹ منگوا کر دیکھی جس میں پروفیسر صاحب کا خطاب اور جلسے کی تصویر بھی تھی۔ مجھے اس سے بھی دکھ ہوا کہ عیسائی اپنے لباس میں عیسائی ہی نظر آتے تھے مگر منہاج القرآن تقریباً "سوٹڈ بوٹڈ" تھے۔ خود پروفیسر صاحب نے جس قسم کی کلاہ زیب سر کی تھی اگر اس

ھُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿البقرۃ ۸۹﴾

ترجمہ: اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے کتاب آئی جو تصدیق کرتی ہے اس کی جو ان کے پاس ہے اور اس سے پہلے (یہود) رسول اکرم ﷺ کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے اللہ سے (اور فتح ہوتی) پھر جب وہ جانے پہچانے ہوئے (نبی آخر الزماں) تشریف لے آئے تو انہوں (یہود و نصاریٰ) نے ان کا انکار کیا پس اللہ کی لعنت ہے کافروں پر۔

اب تو سمجھو کہ ان اہل کتاب (Bleivers) کے متعلق حضور اکرم کے انکار کے بعد اللہ نے قرآن میں ان پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ اگر یہ مومن ہوتے تو۔

حضور کی تشریف آوری سے پہلے اہل کتاب جب مشرکین سے لڑتے تو اللہ تعالیٰ سے حضور کے وسیلے سے دعا نصرت کرتے اور فتح پاتے اس سے حضور کا وسیلہ اختیار کرنا ثابت ہوا۔ آپ کے وسیلہ کا منکر یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر ہے۔

میں نے مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مظہر اللہ سیوی دامت برکاتہم سے اس بارے میں پوچھا تو فرمانے لگے یہ صریح کفر ہے۔ ہو سکا تو کسی آئندہ شمارے میں ان کا مفصل فتویٰ 'الحقیقہ' کی زینت بنے گا۔

پروفیسر کے اس اسلام کش بیان کی روشنی میں اب بش کو بھی کافر نہیں کہنا اور ٹونی بلیئر بلکہ ان یہودیوں کو بھی جو فلسطین کی سرزمین میں مسلمانوں کا خون بہاتے رہتے ہیں۔

طاہر القادری کے ماننے والوں کی عقل اور دین دونوں ان کی نذر ہو چکے ہیں وہ اس طرح نہیں سوچتے کہ اللہ جل مجدہ نے کیا فرمایا اور اس کے محبوب اعظم ﷺ نے کیا فیصلہ دیا۔ ان کے لئے بس حضرت طاہر القادری علیہ ما علیہ کا فرمان ہی آخری حجت ہے۔

اسلام کے غیرت مند فرزندوں سے میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں، غور کر کے جواب دیں، وہ یہ کہ اس تقریب کا اسلام کو کیا فائدہ پہنچا؟ ہاں عیسائیت کو ضرور پہنچا کہ سنا ہے بعض پادریوں نے پاکستان ٹی۔وی نے اس 'ذہنی منہاجی' کے بعد یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ہم کافر نہیں۔ آخر یہ کتنے غضب کی بات ہے جو حضرت عیسیٰ یا موسیٰ علیہما السلام کی شان میں ادنیٰ سی بے ادبی کرتے اسلام کے نزدیک کافر اور جو عیسائی یا یہودی شہنشاہ انبیاء علیہم السلام کو رسول ہی نہ مانے اسے بھی کافر نہ کہا جائے گا۔ مسلمانوں کی موجودہ صورت حال میں ان کے لئے یہ بہت بڑا المیہ ہے۔

**ہمارا موقف** آخر میں پھر ہم اپنے اس اعلان کو دہراتے ہیں (جو گزشتہ شمارے میں کیا تھا) یعنی ہمیں کسی سے ایسی محبت نہیں جو اللہ اور رسول ﷺ کی محبت میں حائل ہو سکے اور کسی سے ایسا بغض نہیں رکھتے جو تعصب کی بنا پر حق کو ناحق یا ناحق کو حق کہنے پر آمادہ کر سکے۔ 'الحقیقہ' کا کوئی کاروباری مقصد نہیں ہے۔ ہمیں چندے کی 'فراہمی' کے بھی گر نہیں آتے۔ پھر میں اکثر بیمار رہتا ہوں۔ ایسی صورت میں حق یہ ہے کہ 'الحقیقہ' اولیاء کرام خصوصاً حضور نقش لاثانی قدست اسرارہم کے فیوض و برکات سے چل رہا ہے۔ میں جب ملک و ملت کے حالات پر غور کرتا ہوں۔ تو کبھی اشکبار بھی ہو جاتا ہوں۔ ہر دشمن عیار و مکار ہے اور اسلام کے سچے فرزند گہری نیند میں ہیں۔ انہیں خبر تک نہیں کہ انہیں لوٹنے کے لئے کیا کیا منصوبے بنتے ہیں۔ سوچئے جو لوگ 'علماء دیو بند' کے دام ہمرنگ زمین میں آئے۔ وہ انہیں ہندو عیسائی سمجھ کر نہیں بلکہ سچا خادم دین اور عاشق رسول سمجھ کر آئے مگر انجام کیا ہوا، ان لوگوں نے شیطان کے علم تک کو اللہ کے حبیب مکرم ﷺ کے علم سے زیادہ کیا اور وہ بھی کتنا زیادہ، حضور پرنور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اور شیطان کو روئے زمین کے ذرے ذرے کا علم ہے، (معاذ اللہ) ان سے پہلے کوئی ایسی بات کرتا تو حضرات اسے کفر سے تعبیر کرتے مگر علماء دیو بند کی محبت نے ایسا بے حس بلکہ اندھا دیوانہ بنایا اب کوئی بڑی سے بڑی اور بری سے بری بات بھی کہے تو ان کے کان پر جوں تک نہ رینگے۔ یہی حال علماء غیر مقلدین کا ہے اور ایسے ہی ناپاک اثرات ان کے بھی ہیں۔ رہی سہی کسر پروفیسر طاہر القادری نے نکال دی۔

مودودی کو ماننے والے بھی اسے اسلام کا شیدائی سمجھ کر ان کے حلقہ عقیدت میں شامل ہوئے مگر اس نے احادیث شریفہ پر ایسے نئے انداز میں تنقید کی جو اس سے پہلے کسی محدث یا فقیہ نے نہیں کی تھی۔ معاذ اللہ حضور پرنور ﷺ کی زبان پاک پر سے گویا اعتبار اٹھا لینا اور اٹھوا لینا ان کا مقصد حیات بن گیا۔

ہیں کہ ان کو کافر ہونے کا سرٹیفکیٹ دے رہے ہیں۔ ان کے نزدیک یہودی عیسائی اور مسلمان کافر نہیں ہیں کیونکہ وہ (یہودی و عیسائی) آسمانی کتابوں کو مانتے ہیں۔ ان کے الفاظ پھر دیکھ لیں (یاد رہے یہ الفاظ ان کے جیالوں کی بے عیب و بے ریب تحریر سے لئے گئے ہیں جس میں کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

کافر کو Non Believers کو کفار کہتے ہیں یعنی اصطلاح میں اور Believers ان کو کہتے ہیں جو اللہ کی بھیجی ہوئی وحی پر آسمانی کتابوں پر پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں۔ مذہب ان کا کوئی بھی ہو تو جب Non اور Belivers کی تقسیم ہوتی ہے تو یہودی عقیدے کے ماننے والے لوگ اور مسیحی برادری اور مسلمان یہ تینوں مذاہب Believers میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ کفار میں شمار نہیں ہوتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ الخ

(فرزندان اسلام اغدار اغور کر کے بتاؤ کیا اس سے انکار رسول ﷺ کا راستہ ہموار نہیں کیا جا رہا۔ اگر حضور پر نور ﷺ پر قرآن مقدس پر ایمان (نہ بھی لائے تو) آدمی کافر نہیں ہوتا تو اور کس بات سے ہوگا۔

کتنی جرأت ہے پروفیسر کی کہ پوری امت کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ایک ایسا خطرناک عقیدہ قوم کو دے رہا ہے جو سو دو سو ”علمائے دیوبند کو بھی نہیں سوجھا ہوگا۔ قرآن پاک تو ان لوگوں کو بھی کافر قرار دیتا ہے جو اس رسول اعظم و اکرم ﷺ کو رسول مان کر ان کی اطاعت سے منکر ہو چہ جائیکہ وہ بدنصیب جو رسالت ہی کا انکار کرے۔ دیکھئے اطاعت کے منکر پر قرآن کی یلغار

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ: تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا، پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر (آل عمران۔ ۳۲)

ظاہر ہے کافر کلمہ نہ پڑھنے والوں کو نہیں بلکہ کلمہ پڑھ کر اطاعت رسول ﷺ کا انکار کرنے والوں کو کہا گیا ہے۔

اسی طرح کلمہ توحید و رسالت کی گواہی کے باوجود جو شخص حضور پر نور ﷺ کو اپنا حاکم نہیں مانتا، مومن نہیں (یعنی کافر ہے) قرآن پاک میں ہے

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (النساء۔ ۶۵)

ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں اور پھر جو کچھ تم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

یہ خطاب ایمان کے مدعی لوگوں سے ہے یعنی جو حضور ﷺ کو حاکم نہ مانیں یا فیصلے سے جزبز یا کماحقہ تسلیم نہ کریں۔

اور سنئے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (البقرۃ۔ ۱۰۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنیں اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

قرآن پاک ایمان کے مدعی کو تنبیہ کر رہا ہے کہ اگر اس نے توحید و رسالت پر ایمان رکھنے کے باوجود اللہ کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی اطاعت سے انکار کیا، انہیں حاکم و مختار نہ مانا یا ان کے بارے میں کسی بے ادبی کا ارتکاب کیا تو مومن نہیں کافر ہے اور ادھر منہاج القرآن کا ناقوس یہ دعوت دے رہا ہے کہ قرآن کا انکار کر دو یا صاحب قرآن ﷺ کو رسول ماننے سے پہلوتہی کرو تو تمہیں پھر بھی کافر نہیں کہا جائے گا۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اگر اس سے بھی تسلی نہیں ہوئی تو لیجئے اہل کتاب پر قرآن پاک صریح فتویٰ کفر

وَ لَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ ۖ فَلَمَّا جَآءَهُمْ

[illegible] (۱۹۹۰ [illegible])

[illegible]

[illegible] (Bielvers) [illegible]

[illegible]

میں نے مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی [illegible] صاحب [illegible] سے اس بارے میں پوچھا [illegible]

اسی آئندہ شمارے میں ان کا مسلسل فتویٰ (انشاءاللہ) [illegible]

پروفیسر کے اس اسلام دشمن بیان کی روشنی میں اب کسی کو بھی [illegible] نہیں کرنا [illegible] مسلمانوں کا خون بہاتے رہتے ہیں۔

طاہر القادری کے ماننے والوں کی عقل اور دین دونوں ان کی نذر ہو چکے ہیں۔ وہ اس طرح نہیں سوچتے کہ اللہ جل جلالہ نے کیا فرمایا اور اس کے محبوب اعظم ﷺ نے کیا فیصلہ دیا۔ ان کے لئے بس حضرت طاہر القادری علیہ ما علیہ کا فرمان ہی آخری حجت ہے۔

اسلام کے غیرت مند فرزندوں سے میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں، غور کر کے جواب دیں۔ وہ یہ کہ اس تقریب کا اہتمام کیا گیا وہاں عیسائیت کو ضرور ہائیجیک کرنا ہے؟ کئی پادریوں نے پاکستان ٹی۔وی نے اس کی منہاجی کے بعد یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ہم کافر نہیں۔ غضب کی بات ہے جو حضرت عیسیٰ یا موسیٰ علیہما السلام کی شان میں ادنیٰ سی بے ادبی کرے اسلام کے نزدیک کافر اور جو عیسائی یا یہودی شہنشاہ انبیاء علیہم السلام کو رسول ہی نہ مانے اسے بھی کافر نہ کہا جائے گا۔ مسلمانوں کی موجودہ صورت حال میں ان کے لئے یہ بہت بڑا سرمایہ ہے۔

**ہمارا موقف** آخر میں پھر ہم اپنے اس اعلان کو دہراتے ہیں (جو گذشتہ شمارے میں کیا تھا) یعنی ہمیں کسی سے ایسی محبت نہیں جو اللہ اور رسول ﷺ کی محبت میں حائل ہو سکے اور کسی سے ایسا بغض نہیں رکھتے جو تعصب کی بنا پر حق کو ناحق یا ناحق کو حق کہنے پر آمادہ کر سکے۔ 'الحقیقہ' کا کوئی کاروباری مقصد نہیں ہے۔ ہمیں چندے کی فراہمی کے بھی گر نہیں آتے۔ پھر میں اکثر بیمار رہتا ہوں۔ ایسی صورت میں حق یہ ہے کہ 'الحقیقہ' اولیاء کرام خصوصاً حضور نقش ماثانی قدست اسرارہم کے فیوض و برکات سے چل رہا ہے۔ میں جب ملک و ملت کے حالات پر غور کرتا ہوں۔ تو بھی اشکبار بھی ہو جاتا ہوں۔ ہر دشمن عیار و مکار ہے اور اسلام کے بچے فرزند گہری نیند میں ہیں۔ انہیں خبر تک نہیں کہ انہیں لوٹنے کے لئے کیا کیا منصوبے بنتے ہیں۔ سوچئے جو لوگ 'علماء دیوبند' کے دام ہمرنگ زمیں آئے۔ وہ انہیں ہندو عیسائی سمجھ کر نہیں بلکہ سچا خادم دین اور عاشق رسول سمجھ کر آئے مگر انجام کیا ہوا ان لوگوں نے شیطان کے علم تک کو اللہ کے حبیب مکرم ﷺ کے علم سے زیادہ کیا اور وہ بھی کتنا زیادہ، حضور پرنور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اور شیطان کو روئے زمین کے ذرے ذرے کا علم ہے، (معاذ اللہ) ان سے پہلے پہل کوئی ایسی بات کرتا تو جھٹ اسے کفر سے تعبیر کرتے مگر علماء دیوبند کی محبت نے ایسا بے حس بلکہ اپنا دیوانہ بنایا اب کوئی بڑی سے بڑی اور بری سے بری بات بھی کہے تو ان کے کان پر جوں تک نہ رینگے۔ یہی حال علماء غیر مقلدین کا ہے اور ایسے ہی ناپاک اثرات ان کے بھی ہیں۔ رہی سہی کسر پروفیسر طاہر القادری نے نکال دی۔

مودودی کو ماننے والے بھی اسے اسلام کا شیدائی سمجھ کر ان کے حلقہ عقیدت میں شامل ہوئے مگر اس نے احادیث شریفہ پر ایسے نئے انداز میں تنقید کی جو اس سے پہلے کسی محدث یا فقیہ نے نہیں کی تھی۔ معاذ اللہ حضور پرنور ﷺ کی زبان پاک پر سے گویا اعتماد اٹھالینا اور [illegible] ان کا مقصد حیات بن گیا۔

ان حالات میں ایک نیا ماہنامے کا اجراء جس میں بہت سے لوگوں پر تنقید ہو۔ مصلحت کے خلاف ہے۔ مثلاً طاہر القادری سے اگر ہم خاموش رہتے تو خریداروں کی تعداد میں بہت اضافہ ہوتا۔ لوگ ہماری مدح سرائی میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے۔ مگر ہم نے جان بوجھ کر وہ راستہ اختیار کیا جو بظاہر پر خار نظر آتا ہے۔ بعض دیوبندی وہابی اپنی اولاد کو وصیت کرتے ہیں کہ اور جو چاہو پڑھو، الحقیقہ مت پڑھو۔ جماعت اسلامی بھی اسے راہ کا روڑا سمجھا ہے اور جناب پروفیسر کے متعلقین بھی اس کے خلاف شور مچاتے ہیں بلکہ شاید سب سے زیادہ چوٹ انہیں ... مجبوری نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ کوئی ایک جملہ بارگاہ نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں قبول ہو جائے اور عذاب قبر و دوزخ سے نجات کا سامان ہو جائے بلکہ اور کچھ بھی نہ ہو۔ صرف سرکار ابد قرار صلے اللہ علیہ وسلم اس نذرانہ عقیدت کا کوئی جملہ منظور فرمالیں۔ مجھے ان کے مقابلے ساری کائنات کی بادشاہت بھی ہیچ نظر آتی ہے۔

میں قیامت کے دن اس عمل کے ساتھ پیش ہونا چاہتا ہوں کہ دنیا میں جب کوئی کسی کے ساتھ اور کسی کے ساتھ تھا، نقش لاثانی قدس ... یہ نکما سا سگ بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ہر منہ پھیرنے والے کے ساتھ نبرد آزما رہا۔

عزیزان گرامی ایک طرف اللہ جل مجدہ کے حبیب اعظم ﷺ ہیں اور دوسری طرف کچھ من چلے شیطانوں کے زیر اثر لوگوں کو محبوب ﷺ سے دور کرنے کی سعی کرنے والے۔ اس سلسلے میں حضرت مولانا ارشد القادری علیہ الرحمہ کے ایک ارشاد پر بات ختم کرتا ہوں۔

دیوبندی بریلوی نزاع کی صحیح نوعیت کی اصل حقیقت تک پہنچنے میں جو دیوار اب تک حائل رہی ہے وہ یہ ہے کہ غلطی سے علمائے دیوبند کے مقابلے میں فاضل بریلوی کو ایک فریق سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ وہ فریق نہیں ہیں فریق کے صرف وکیل ہیں۔ کیونکہ دراصل فریق مقابل تو وہ ہوا کرتا ہے جو نزاع کے آغاز کے وقت فریق اول کے نشانے پر ہو اور یہاں قصہ یہ ہے کہ جس دن علمائے دیوبند نے ذات رسول کو اپنے قلم کا نشانہ بنایا۔ اس ابتدائی حملے کے وقت نہ فاضل بریلوی سامنے تھے اور نہ ان کا کہیں نام و ذکر تھا انہیں جب معلوم ہوا کہ اہل دیوبند کی طرف سے منصب رسالت کی عظمتوں پر حملہ ہوا ہے تو وہ اپنے محبوب پیغمبر کے ایک جانثار وکیل کی حیثیت سے اچانک منظر عام پر آ گئے۔ اس لئے انہیں ایک فریق کا ترجمان تو کہا جا سکتا ہے، پر فریق نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ علمائے دیوبند کی اصل جنگ ان کے ساتھ نہیں ہے بلکہ پیغمبر خدا کے ساتھ ہے وہ تو ایک وفادار غلام کی حیثیت سے اپنے آقائے نعمت کی طرف سے صرف دفاع میں سامنے آئے ہیں۔

اس نزاع کا یہی وہ اصل رخ ہے جسے نگاہ سے اوجھل کر دینے کے بعد مقدمے کا دو ٹوک فیصلہ کرنے میں ہزار دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ظاہر ہے کہ تخیل میں اگر نزاع کا نقشہ یہ ہو کہ امت کے دو مذہبی پیشواؤں کے درمیان یہ ایک فکری تصادم ہے تو ذہن کی قوت فیصلہ کا مفلوج ہو جانا ایک قدرتی امر ہے۔

جو لوگ اس صورت حال کا شکار ہیں وہ اپنی دانست میں اس نزاع کو چونکہ دو مولویوں کے وقار کی جنگ سمجھتے ہیں اس لئے دونوں کو خوشنود رکھتے ہیں۔ انہیں مذہب کا کوئی نقصان نہیں محسوس ہوتا۔ لیکن پردۂ ذہن پر اگر نزاع کی یہ صحیح تصویر ابھر آئے کہ ایک طرف رسول کونین ﷺ کی عظمت خداداد ہے اور دوسری طرف قلم کی تلوار لئے ہوئے سہارنپور کے حملہ آور ہیں اور بیچ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اپنے آقا کی حمایت میں سینہ سپر ہیں تو کون بے غیرت مسلمان ہے جو ایک لمحے کیلئے بھی اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کے حزب مخالف سے اپنے آپ کو وابستہ رکھے گا۔

اس لئے حقیقت کی یہ سچائی اب دلوں میں اتر جانی چاہئے کہ دیوبندی علماء کا اختلاف براہ راست علمائے بریلی سے نہیں بلکہ منصب رسالت کی عظمتوں سے ہے۔

☆ ☆☆ ☆

# توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

## قسط: 63

از پروفیسر محمد حسین آسی

### فتح مکہ کے آئینے میں

چند ماہ پہلے اسی مضمون کی ایک قسط میں ارادہ ظاہر کیا گیا تھا کہ کوشش کی جائے گی میدان کارزار میں جن معجزات و کرامات و اجابت کا ظہور ہوا ان کا ذکر کیا جائے مگر مختلف وجوہات کی بنا پر یہ وعدہ پورا نہ کیا جاسکا، اب فتح مکہ کی قسط اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس سے پہلے نہایت اختصار سے اس فتح عظیم کے حالات پر روشنی ڈالی جاتی ہے، پھر مقصود اصلی کا ذکر کیا جائے گا۔

سیرت مقدسہ کا مطالعہ کرنے والے کسی بھی فرد سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ صلح حدیبیہ کی ایک شرط یہ طے پائی تھی کہ

''جو قبیلہ جس فریق سے بھی دوستی کا معاہدہ کرنا چاہے کرسکتا ہے اس پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔''

اس شرط کی بنیاد پر بنو خزاعہ مسلمانوں کے حلیف ہوگئے اور بنو بکر قریش کے مگر اس صلح کے بائیس ماہ بعد ماہ شعبان میں قریش نے ایک ایسی حرکت کی جس سے معاہدہ کالعدم ہوگیا۔ ہوا یہ کہ بنو بکر کی پرانی دشمنی جو ظہور اسلام سے پہلے بنو خزاعہ سے ہوئی تھی، اچانک بھڑک اٹھی۔ انہوں نے قریش سے مدد مانگی اور چند سرداران قریش نے بھیس بدل کر ان کے ساتھ بنو خزاعہ پر اس وقت شب خون مارا جب وہ رات کے وقت بے خوف و خطر اپنے گھروں میں محو خواب تھے۔ پھر انہوں نے حرم شریف میں پناہ لی تو بنو بکر کے بعض آدمیوں نے بھی اپنے سرغنہ نوفل بن معاویہ کو خدا سے ڈرنے کی تلقین کی تو بولا لا الٰہ الیوم الخ یعنی آج کوئی خدا نہیں اور یہ قتل عام جاری رکھا۔

ان کی فریاد پر حضور پرنور ﷺ نے امداد کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک قاصد قریش کے پاس بھیجا۔

(۱) بنو خزاعہ کے مقتولین کی دیت ادا کریں۔

(۲) بنو نفاثہ (بنو بکر کی ایک اہم شاخ جو اس قتل عام کی اصل مرتکب تھی) سے اپنی دوستی کا معاہدہ ختم کریں۔

(۳) صلح حدیبیہ کو علانیہ کالعدم قرار دیں۔

قریش کے چند ناتجربہ کار سرداروں کی طرف سے صلح حدیبیہ کو کالعدم قرار دینے کا اعلان کیا گیا۔ تب ذمہ دار لوگوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے اس کے ہولناک نتائج و عواقب کا تصور کرکے سخت خطرناک قرار دیا۔ چنانچہ ابوسفیان کو تجدید عہد کیلئے مدینہ منورہ بھیجا گیا مگر ظاہر ہے پہلے بنو خزاعہ کے نمائندے زبان نبوت سے مدد کا وعدہ لے چکے تھے اب حضور پرنور ﷺ حسب وعدہ مکہ معظمہ پر نہایت خاموشی سے حملے کی تیاریاں فرمانے لگے۔

چنانچہ ۱۰ رمضان المبارک ۸ھ (بروز چہار شنبہ) (بمطابق یکم جنوری ۶۳۰ء) نماز عصر ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ سے باہر تشریف لائے۔ (اس سے پہلے مختلف مسلم قبائل کو حاضر مدینہ ہونے کی تاکید ہوچکی تھی) بہرحال اللہ کا حبیب مکرم، انبیاء و مرسلین کا امام اعظم علیہم الصلوٰۃ والسلام اور کائنات کا

سپہ سالار اعظم ﷺ ماہ رمضان المبارک کو اپنے دس ہزار سر فروش عشاق کے ساتھ کعبہ مقدسہ کے قریب پہنچ گیا۔ پھر یہاں رحمۃ للعالمین ﷺ نے جس وسعت قلبی اور دریا دلی کا مظاہرہ فرمایا، جس کی پوری تاریخ میں کوئی مثال نہیں۔ یہ واقعہ آپ نے بارہا پڑھا اور سنا۔ ہم یہاں اپنے اصل مقصود کی طرف آتے ہیں یعنی حضور پرنور ﷺ کے تصرفات ظاہرہ اور کمالات باہرہ کی طرف۔ نیز ان کے عجز و بندگی کے چند حسین مظاہر اور ان سپہ سالاروں کیلئے ان کے اسوۂ حسنہ کی چند جھلکیاں بیان کرتے ہیں۔

## بارگاہ رسالت میں اولین اطلاع

بنو خزاعہ کے قتل عام کی اولین اطلاع بارگاہ رسالت میں کیسے آئی۔ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

"ایک رات حضور پرنور ﷺ میرے ہاں قیام فرما تھے۔ سحری کے وقت تہجد ادا کرنے کیلئے اٹھے اور طہارت خانے (وضو کرنے کی جگہ) میں تشریف لے گئے۔ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ (میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں) پھر فرمایا نُصِرْتَ نُصِرْتَ نُصِرْتَ تمہاری مدد کی گئی تمہاری مدد کی گئی تمہاری مدد کی گئی۔ حضور پرنور ﷺ وضو خانہ سے باہر تشریف لائے۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین مرتبہ یہ کہتے سنا لَبَّیْکَ (۳ بار) اور نُصِرْتَ (۳ بار) کیا حضور کسی آدمی سے ہمکلام تھے۔ فرمایا یہ بنی کعب کا رجز خواں تھا جو مجھ سے فریاد کر رہا تھا کہ قریش نے بکر بن وائل کی مدد کی ہے اور ہم پر حملہ کر دیا ہے۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم تین دن تک کسی واقعے کی اطلاع کا انتظار کرتے رہے۔ تین دن بعد حضور پرنور ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد میں ہی تشریف فرما تھے تو میں نے راجز کو اشعار پڑھتے ہوئے سنا۔ ان سے بھی حضور ﷺ کا وعدہ دہرایا۔

نوٹ۔ دور حاضر میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں دور سے فریاد کرنا اور حضور پرنور ﷺ کا اسے سننا پھر مدد کو پہنچنا بعض لوگوں کیلئے کتنا پریشان کن یا اشتعال انگیز عقیدہ ہے۔ مگر سیرت طیبہ کی روشنی میں ایمان، علم و عشق سے اسے حل کرنا چاہیں تو قطعاً دشوار نہیں۔ رہ گیا یہ کہ اس وقت حضور پرنور ﷺ زندہ تھے، افسوس منکر یہ بھول گیا ہے، سرکار ابد قرار اصل موجودات وجان حیات اب بھی زندہ بلکہ زندہ تر ہیں۔ نیز ہر نبی بلکہ ہر شہید علیہ الرحمہ زندہ ہے۔

## بستر رسول ﷺ کا ادب

ابوسفیان بھی قریش مکہ کی پرزور خواہش پر تجدید عہد کیلئے مدینہ منورہ پہنچ گیا تو سب سے پہلے اپنی لخت جگر حضرت سیدہ ام المومنین ام حبیبہ کے گھر گیا۔ اس نے سرکار دوعالم ﷺ کے بچھے ہوئے بستر پر بیٹھنا چاہا تو ام المومنین نے فوراً وہ بستر لپیٹ کر الگ رکھ دیا۔ ابوسفیان نے کہا 'اے میری بیٹی کیا تم نے اس بستر کو میرے لائق نہیں سمجھا یا مجھے اس قابل نہیں سمجھا کہ اس پر بیٹھوں آخر تم نے اسے کیوں لپیٹا ہے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بے تامل فرمایا

'یہ بستر اللہ کے پیارے رسول ﷺ کا ہے اور تو مشرک و ناپاک ہے اس لئے میں برداشت نہیں کر سکتی کہ تو رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھے'

## حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا خط

حضور پرنور ﷺ کی رضا یہ تھی کہ مکہ والوں کو اسلامی لشکر کی نقل و حرکت کا بالکل علم نہ ہو۔ اس سلسلے میں دعا بھی یہی فرماتے تھے

"الٰہی اہل مکہ کو ہمارے بارے میں بہرہ اور اندھا کر دے تاکہ وہ ہماری تیاریوں کو دیکھ سکیں اور نہ ہمارے بارے میں کچھ سن سکیں۔

اسی غرض سے مدینہ منورہ کے تمام راستوں پر پہرہ بٹھا دیا گیا۔ ان کے نگران اعلیٰ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تھے جو ان کی خبر گیری کیلئے تشریف لے جایا کرتے اور تاکید فرماتے کہ کسی انجان آدمی کو دیکھیں تو اس سے پوری طرح پوچھ گچھ کریں۔

حضور پرنور ﷺ کے ایک بدری صحابی جناب حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ نے ایک عورت کو دس اشرفیاں دے کر اپنا خط دیا کہ سے مکتوب الیہ (مکہ معظمہ) تک پہنچا دیں۔ پہرہ داروں سے بچنے کیلئے وہ عام راستے سے ہٹ کر وادی عقیق تک جہاں سے عام شاہراہ گزرتی ہے پہنچ گئی۔ اس خط میں فوج سمیت حضور پرنور ﷺ کے عزم مکہ کا ذکر تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے خدا داد علم و بصیرت سے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھی، چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت علی، حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کو روانہ ہونے کا حکم دیا اور فرمایا جب تم روضہ خاخ پر پہنچو تو ایک اونٹ سوار عورت ملے گی۔ اس کے پاس ایک خط ہے اسے لے آؤ۔ ان پروانہائے شمع رسالت نے تیزی سے تعاقب کر کے عین اسی مقام پر اسے جا لیا۔ سامان وغیرہ کی تلاشی لی گئی مگر خط نہ ملا۔ حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا

'خدا کی قسم اللہ کے رسول نے ہرگز غلط بیانی نہیں فرمائی۔ اگر تو خط خود بخود حوالے نہ کرو گی تو ننگا کر کے برآمد کر لیا جائے گا۔ اب وہ ڈر گئی مینڈھیوں سے خط نکال کر پیش کر دیا۔

حضور پرنور ﷺ نے حضرت حاطب سے جواب طلبی فرمائی تو عرض کیا یا رسول اللہ! بخدا اللہ اور اس کے رسول پر میرا پکا ایمان ہے۔ میں ہرگز مرتد نہیں ہوا۔ میرا مکہ میں کوئی قریبی رشتہ دار نہیں جو ان حالات میں میرے اہل و عیال کی خبر گیری کرتا۔ میرا مقصد یہ تھا کہ وہ اس احسان کے بدلے میرے اہل و عیال کا خیال رکھیں۔ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا 'حاطب نے تمہیں سچی بات بتا دی ہے'۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی گردن اڑانے کی اجازت چاہی تو حضور ارحم و اکرم ﷺ نے فرمایا! اے عمر! حاطب بدری ہے اور اللہ کریم بدریوں سے فرما چکا ہے کہ

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ (بخاری شریف)

ترجمہ: اب جو چاہو، میں نے تمہیں معاف فرما دیا ہے

یہ سن کر حضرت عمر کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور عرض کی اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ

**مر الظہران اور ابوسفیان کی گرفتاری:** اسلامی لشکر چلتے چلتے مر الظہران کی بستی کے قریب پہنچا تو وہاں رات بسر کرنے و واپے اپنے پڑاؤ میں آگ جلانے کا حکم ہوا تو فوراً دس ہزار چولہے روشن ہو گئے۔ کفار مکہ کو حضور پرنور ﷺ کے حملے کا ڈر تو تھا مگر پھر بھی اس سرگرمی کی بھنک تک محسوس نہ ہوئی۔ اہل مکہ نے اب حالات معلوم کرنے اور ان کے لئے امن طلب کرنے کیلئے ابوسفیان کو خدمت اقدس میں بھیجا۔ حکیم بن حزام کو ساتھ لے کر روانہ ہوا تو راہ میں بدیل بن ورقاء بھی مل گیا۔ تینوں اس ایک مشن ہی پر آگے بڑھے۔ مر الظہران کے قریب ہی ایک بستی اراک نامی تھی۔ حضور پرنور ﷺ نے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا 'ابوسفیان اراک کی بستی میں ہے، جاؤ اور اسے گرفتار کر لو۔ چنانچہ ان سرفروشان اسلام نے تینوں کے اونٹوں کی نکیلیں پکڑ لیں اور چل پڑے۔ ابوسفیان سراپا حیرت ہو کر بولا 'کبھی ایسا بھی ہوا اتنا لشکر جرار ہمارے گھر میں آ دھمکا ہے اور ہمیں خبر تک نہیں ہوئی'

**حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام محبت:** حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو ساتھ لے کر بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی 'یا رسول اللہ! میں نے اسے امان دے دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کی گردن اڑانے کی اجازت پر بڑا اصرار کیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر! صبر کرو! اگر یہ تمہارے خاندان بنی عدی کا فرد ہوتا تو اتنی سختی نہ کرتا، چونکہ یہ عبد مناف کے خاندان کا فرد ہے اس لئے تو اس کے قتل پر اصرار کر رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا 'اے عباس! اتنی زیادتی نہ کرو۔ اے ابوالفضل! جب آپ نے اسلام قبول کیا تو مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر میرا باپ بھی اسلام قبول کرتا تو بھی اتنی نہ ہوتی کیونکہ مجھے اس بات کا علم تھا کہ میرے باپ کے اسلام لانے سے آپ کا اسلام لانا حضور ﷺ کیلئے زیادہ خوش کن ہے۔ مختصر یہ کہ ابوسفیان اور ان کے دونوں ساتھیوں کو سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پناہ دی اور حضور پرنور ﷺ نے قبول فرمائی اور انہیں خدمت اقدس میں حاضری کی اجازت دے کر کافی دیر تک حالات دریافت فرماتے رہے۔ بدیل اور حکیم نے تو رسالت کی گواہی دے دی مگر ابوسفیان نے مہلت طلب کی۔ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا 'جب تک میری رسالت پر ایمان نہ لاؤ گے، مسلمان نہیں ہوں گے۔ لے

**خانہ کعبہ کے بت** اس وقت خانہ کعبہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ انہیں قلعی کے ساتھ بڑی مضبوطی سے جکڑا ہوا تھا۔ حضور پرنور ﷺ کے دست (یداللہ) میں چھڑی تھی اور زبان پاک پر

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (بنی اسرائیل ۸۱)

ترجمہ: حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا

حضور پرنور ﷺ بتوں کی طرف اپنی مبارک چھڑی سے اشارہ فرماتے جاتے اور وہ منہ کے بل زمین بوس ہوتے جاتے۔ دروازے کے قریب بہت بڑا بت "ہبل" تھا۔ طواف کے دوران حضور پرنور ﷺ نے اپنی قوس مبارک سے اس کی آنکھوں کو کچوکا دیا اور وہی آیت تلاوت فرما کر اسے ریزہ ریزہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان سے فرمایا اور دیکھو یہ جھوٹے خدا کا انجام۔ احد کے روز تم اسی پر نازاں تھے اور اسی کی بڑائی کے نعرے لگا رہے تھے۔ ابوسفیان بولا "آج تم ان باتوں کو رہنے دو میں نے دیکھ لیا اگر محمد ﷺ کے خدا کے بغیر کوئی اور خدا بھی ہوتا تو حالات یوں نہ ہوتے" دیکھا! عنوان توحید اور محبوب خدا کے کمالات فتح مکہ کی روشنی میں کتنا واضح ہو رہا ہے۔ اللہ کے حبیب اعظم و ہادی دارین ﷺ نے گویا جھوٹے خداؤں کی خدائی کے جاہلانہ تصور کو عملاً باطل کر دیا اور سچے خدا کی توحید کو ہر عقل رکھنے والے کی چشم بصیرت کے لیے واضح کر دیا۔ ذرا غور فرمائیں کیا اگر محبوب خدا کے کمالات کو درمیان سے نکال دیا جائے تو کیا توحید کا عقیدہ حقیقی اندازمیں بیان ہو سکتا ہے۔

**انبیاء کرام علیہم السلام کا ادب** حضرت مولانا محمد امداد اللہ خاں علیہ الرحمہ نے مصنف ابن ابی شیبہ اور کنز العمال کے حوالے سے ایک بہت ایمان افروز روایت نقل فرمائی ہے۔

ثُمَّ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ فَرَاٰى فِيْهِ تِمْثَالَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ قَدْ جَعَلُوْا فِيْ يَدِ اِبْرَاهِيْمَ الْاَزْلَامَ يَسْتَقْسِمُ بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَسْتَقْسِمُ بِالْاَزْلَامِ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَعْفَرَانٍ فَلَطَخَهُ بِتِلْكَ التَّمَاثِيْلِ (انوار احمدی)

ترجمہ: اس کے بعد (حضور ﷺ) خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز پڑھ کر دیکھا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل اور حضرت اسحق علیہم السلام کی تصویریں رکھی ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کی تصویر کے ہاتھ تیر دے رکھے ہیں جس سے کفار فال دیکھا کرتے تھے اور فرمایا خدا ان کو قتل کرے ابراہیم علیہ السلام تو تصویروں سے فال نہیں لیتے تھے۔ پھر حضرت ﷺ نے زعفران منگوا کر تصویروں کو لگا دیا جس سے وہ مشتبہ ہو گئیں انتہی

اب اس روایت پر حضرت مولانا موصوف ہی کا دل افروز تبصرہ ملاحظہ ہو۔

"ظاہر ہے یہ تصویریں بھی بتوں ہی کی قطار میں تھیں جن کی توہین کا حکم ہو چکا تھا اور فی الواقع ان تصویروں کو ان حضرات سے نسبت ہی کیا تھی وہ تو چند احمقوں نے اپنی طبیعت سے جیسے چاہا بنا لیا تھا۔ مگر اتنی بات تو ضرور تھی کہ نام ان حضرات علیہم السلام کا وہاں آ گیا تھا۔ جس کے لحاظ سے حضرت ﷺ نے ان کو اگر مٹایا بھی تو معطر زعفران سے اور نہ مٹانے والی چیزوں کی وہاں کچھ کمی نہ تھی۔ سبحان اللہ کس قدر دین ادب تھا کہ جہاں بزرگوں کا نام آ گیا پھر وہ چیز کسی درجہ کی باطل ہی کیوں نہ ہو مگر اس کے ساتھ بھی خاص ایک قسم کی رعایت ادب ہی کی گئی۔ جب خود آنحضرت ﷺ جن کا رتبہ حق تعالیٰ کے نزدیک

لے افسوس بھی ہے وہ ایمان با رسالت کی قید جس سے جدید شیخ الاسلام طاہر القادری وغیرہ ملت اسلامیہ کو آزاد کرنا چاہتے ہیں۔

براہیم علیہ السلام اور تمام انبیاء (علیہم السلام) سے بڑھا ہوا ہے اسی سے اصل وجہ [illegible] آخری زمانہ کے مسلمانوں کو کس وجہ کا ادب ان آثار کے ساتھ کرنا چاہیے جن کا بطور اپنی عظمت ﷺ [illegible] لاکھوں مسلمانوں کے عقیدہ اس سے ثابت ہے۔ اگر ہم نے اس کیا کہ واقع میں [illegible] لحاظ بھی ضرور ہے جیسا کہ اس حدیث سے ابھی ثابت ہوا۔ طرفہ یہ ہے کہ اس عقیدہ والوں [illegible] اس کلام کا بڑھایا ہوا ہے تو ظاہر ہے کہ اب اس کی کہاں ہو گی۔۔۔ ج (انوار احمدی)

**اللہ کی کبریائی کا اعلان** کعبہ شریف کے اندر سجدہ شکر ادا کر کے حضور ﷺ [illegible] لفظوں میں اپنے سچے رب کی عظمت شان کا اظہار فرمایا

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

ترجمہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خدا نہیں۔ وہ واحد و یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا دشمن کے لشکروں کو شکست دی

**عفو عام کا اعلان** پھر دین حق کے دیرینہ دشمنوں اور کبر و نخوت کے مجسموں سے پوچھا۔ اے قریش تمہیں مجھ سے کس سلوک کی توقع ہے تو سب نے کہا خیراً (ہم خیر کی امید لگائے ہوئے ہیں)

نبیٌّ کریمٌ واَخٌ کریمٌ وابنُ اَخٍ کریمٍ وقد قدرت

ترجمہ آپ نبی کریم ہیں برادر کریم ہیں اور برادر کریم کے فرزند (کریم) ہیں اور آپ با اختیار ہیں۔

اس کا جواب ماجواب ساری کائنات کے لئے رحمت بن کر تشریف لانے والے نے یوں دیا۔

اَقُوْلُ كَمَا قَالَ اَخِیْ یُوْسُفُ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اِذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ

ترجمہ میں وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی کہ آج میری طرف سے تم پر کوئی گرفت نہیں اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے اور وہ سب سے بڑا رحیم ہے۔ جاؤ تم آزاد ہو۔

اگر کوئی ٹھنڈے دل سے غور کرے تو کہاں حضرت یوسف علیہ السلام جن کی اذیت بہت ہی مختصر سے عرصے کے لئے تھی اور کہاں حضور سرور کائنات حضور خاتم الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دی جانے والی اذیت نسبت ہی نہیں مگر قربان جائیں لاج رکھنے والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ یوسف علیہ السلام کی فراخی ہمت کا ذکر بھی ضروری سمجھا۔

یوں تو اس مضمون میں ضیاء النبی سے بہت مدد لی گئی ہے تاہم یہاں اس کتاب مستطاب کا ایک یہاں طرار اقتباس من وعن درج کیا جاتا ہے۔ ضیاء الامت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"اس سوال کے جواب میں وہ (یعنی شام کے ایک فاضل محترم شوقی خلیل) رقمطراز ہیں

یہ مژدہ ان بدزبان لوگوں کو سنایا گیا جنہوں نے سرور عالم ﷺ کو شاعر اور کذاب کہا تھا جنہوں نے حضور ﷺ کو ساحر اور مجنون کہا تھا۔ جن سنگدلوں نے شعب ابی طالب میں حضور ﷺ کو تین سال تک محصور رکھا تھا جنہوں نے مہاجرین حبشہ کو وہاں سے واپس مکہ لانے کی کوشش کی تھی تاکہ وہ ان پر ظلم و ستم کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔ جنہوں نے حضور (ﷺ) کو جبراً مکہ سے جلاوطن کیا تھا دوران کے پیش نظر حضور (ﷺ) کو قتل کرنا تھا۔

---

ل حضور پرنور ﷺ نے بدترین دشمنوں کو بھی امان دی اور خطبے کا آغاز ان الفاظ سے کیا۔ کتنی جرات تھی عبدالعزیز بن سعود (موجودہ نجدی حکومت کے بانی) کی کہ طائف اور مکہ معظمہ میں قتل عام سے فارغ ہو کر اس نے بھی یہی الفاظ کہے۔ اور اس کے بعد مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے قتل عام کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات اور بعض مساجد کو شہید بھی کیا۔ ع فرمایا تھا اللہ کے حبیب ﷺ نے یَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَیَدْعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ یعنی وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔

جنھوں نے مسلمانوں کی متروکہ املاک اور جائیدادوں پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا۔ جن سفاکوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ ان کے کان، ناک کاٹے، ان کے سینہ کو چاک کر کے آپ کے جسم مبارک کو مثلہ بنانے کی ناپاک سعی کی تھی

جنھوں نے مدینہ کی ایک چھوٹی سی بستی پر دس ہزار کے لشکر جرار سے حملہ کیا تھا تاکہ اس چھوٹی بستی سے مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دیں۔

یہ وہی لوگ تھے کہ حضور (ﷺ) جب عمرہ کرنے کے لئے تشریف لائے، انہوں نے حضور (ﷺ) کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا اور پھر بڑی سخت اور ناروا شرائط پر صلح کا معاہدہ طے کرایا۔

جنھوں نے بنی بکر قبیلہ کو حضور (ﷺ) کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ پر حملہ کرنے کے لئے بھڑکایا اور حدود حرم میں بھی ان کا قتل جاری رکھا۔

حضور (ﷺ) نے ایسے جانی دشمنوں کو اس وقت یہ مژدہ سنایا تھا جب حضور (ﷺ) کو مکمل فتح حاصل ہو چکی تھی اور مکہ کی فضاؤں میں اسلام کا علم لہرا رہا تھا۔

پھر غزوہ ہوازن میں بے اندازہ مال غنیمت حاصل ہوئے تھے، وہ سب مکہ کے ان نومسلموں میں تقسیم فرما دیئے تاکہ ان کے دلوں میں جو اسلام اور پیغمبر اسلام (ﷺ) کے بارے میں حسد و عناد کے جذبات کا خاتمہ کر دیا جائے اور ان کی روحیں اور ان کے دل اسلام اور پیغمبر اسلام کی محبت سے سرشار ہو جائیں

عفو و درگزر، جود و کرم کا جو بے مثال مظاہرہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا انسانی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس کی بلندی، اس کی پاکیزگی اور اس کی عظمت عدیم المثال ہے۔ کسی بادشاہ نے کسی سیاسی رہنما نے، کسی فوجی جرنیل نے اس قسم کے کریمانہ اخلاق کا کبھی بھی مظاہرہ نہیں کیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ کے بھیجے ہوئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر اور کسی کے بس میں ہی نہیں کہ ان حالات میں ایسی عالی ظرفی کا مظاہرہ کر سکے۔ وہ نبی مرسل جس کی رحمت اللہ کی رحمت، جس کی حکمت اللہ کی حکمت اور جس کا عفو و درگزر اللہ تعالیٰ کی شان عفو و درگزر کا آئینہ دار ہے" (ضیاء النبی۔ ج۴)

ایک انگریز مستشرق سٹینلے لین پول یوں خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔

The day of Mohammeds greatest triumph over his enemies was also the day of his greatest victory over himself. He frealy forgave the Koraysh all amnesty to the whole population of Mekka four criminals whom justice condemned made up Mohammed's)prosiniption list when he entered as a conqueror to the city of his bitterest enemies.The army followed his example and enterd quiety and peacefully ; no house was robbed, no women insulted..,.....It was thus Mohammad(May peace be upon Him) entered again his native city. Through all the annals of the conquest there is no triuphant entry comparable to this one (Islam the religion of all prophets)

ترجمہ: محمد (ﷺ) کی اپنے دشمنوں پر عظیم ترین فتح کا دن ہی وہ دن تھا جو ان کا اپنے آپ پر عظیم ترین فتح کا دن تھا۔ انہوں نے قریش مکہ کو بلکہ مکہ کی ساری آبادی کو بہترین عفو سے نوازا۔ جب وہ اپنے بدترین دشمنوں کے شہر میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے تو صرف چار مجرموں پر فرد جرم لگی۔ فوج نے بھی آپ کی مثال پر عمل کیا اور خاموشی و امن سے یہاں داخل ہوئی۔ کوئی گھر لوٹا نہیں گیا۔ کسی عورت کی توہین نہیں کی گئی۔ پوری تاریخ میں ایسے فاتحانہ داخلے کی مثال نہیں ملتی۔

فتح عام کے اعلان سے قبل آپ نے چند اشخاص کو مباح الدم قرار دے دیا تھا (یعنی انہیں جہاں کہیں پایا جائے قتل کر دیا جائے) مگر ان میں سے بھی اکثر امان دینے سے سرفراز ہو گئے اور ان کی شفاعت پر رحمت اللعالمین ﷺ کی رحمت غالب آ گئی

اسی رحمت کا ایک جلوہ خاص اور بھی ملاحظہ کیجئے اور قلب و ایمان کو منور کیجئے۔ وہ یہ کہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف جاتے ہوئے پیش آیا۔ ہوا یہ کہ حضور پرنور ﷺ نے عرج اور طلوب کے درمیان ایک کتیا دیکھی جس نے ابھی چند بچے دیے تھے اور وہ اپنی ماں کا دودھ پی رہے تھے۔ اس خیال سے کہ فوج کا کوئی سپاہی انہیں اذیت نہ پہنچائے، حضور ﷺ نے اپنے ایک صحابی جمیل بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی لگا دی کہ وہ اس کتیا اور اس کے بچوں کی حفاظت کے لئے اس کے پاس کھڑے رہیں تاکہ کوئی لشکری انہیں اذیت نہ پہنچائے

کوئی بتائے مجھے سرکار کی خاطر ﷺ
کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا ﷺ

## علم غیب کے چند شرک توڑ جلوے:

(۱) پہلے ہی دن ظہر کا وقت آیا تو حضور پرنور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کعبے کی چھت پر چڑھ کر اذان دینے کا حکم دیا۔ اس وقت ابوسفیان، عتاب بن اسید اور حارث بن ہشام حرم شریف کے صحن میں بیٹھے تھے۔ اذان کی آواز سنتے ہی عتاب نے کہا، شکر ہے اللہ تعالیٰ نے میرے باپ اسید کو موت دے دی ورنہ آج اذان سے اسے سخت تکلیف ہوتی۔ کیا محمد (ﷺ) کو اس کالے کوے کے سوا اور کوئی موذن نہ ملا۔ حارث نے کہا اگر میں انہیں حق پر جانتا تو پیروی کرتا۔ ابوسفیان بولا، میں تو کچھ نہیں کہتا اگر کوئی بات کہوں گا تو کنکریاں حضور (ﷺ) سے عرض کر دیں گی۔ اتنے میں حضور ﷺ بھی تشریف لے آئے اور فرمایا تمہاری باتیں میرے علم میں ہیں۔ اے عتاب تو نے یہ کہا، اے حارث تو نے یہ کہا ابو سفیان یا رسول اللہ میں نے کچھ نہیں کہا۔ حضور ﷺ ہنس دیے۔ حارث اور عتاب اسی علم غیب سے متاثر ہو کر سچے دل سے مسلمان ہو گئے۔

اس واقعے میں حسین ترین پہلو حضور پرنور ﷺ کا فدائیوں سے حسن سلوک اور اخلاقی تعبیرات کی نفی ہے۔ بالیقین انسانیت کے مظلوم ترین طبقوں پر جو رحمت حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمائی۔ اس کی مثال نہیں ہو سکتی۔ ہاں ہاں جو آقا بے زبان جانوروں کی تکلیف سے بے چین ہو جاتا ہے انسان کی مصیبت کو کیونکر برداشت کر سکتا ہے۔ (کاش حضور ﷺ کی امت بھی رحمت عالم ﷺ کی رحمت کی مظہر بھی ہوتی۔

۲۔ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے عثمان بن طلحہ کعبے کے کلید بردار نے حضور پرنور ﷺ کی دعوت اسلام کو بھی قبول نہ کیا بلکہ ایک دن اللہ کا محبوب ﷺ دوسرے لوگوں کے ساتھ کعبے میں داخل ہونے لگا تو اس نے بڑی بدتمیزی کا مظاہرہ بھی کیا۔ جان علم و حلم ﷺ نے حسب معمول بردباری سے کام لیا اور فرمایا

يَا عُثْمَانُ لَعَلَّكَ سَتَرَى هٰذَا الْمِفْتَاحَ يَوْمًا بِيَدِي أَضَعُهُ حَيْثُ شِئْتُ

ترجمہ: اے عثمان! یاد رکھو ایک دن تم اس چابی کو میرے ہاتھ میں دیکھو گے اور میں جسے چاہوں گا، عطا کروں گا۔

مکہ فتح ہوا تو حضور ﷺ نے انہیں کلید پیش کرنے کا حکم دیا۔

وہ حاضر کر دی۔ حضور ﷺ نے عثمان کو اوپر کا واقعہ یاد دلایا عرض کی یا رسول اللہ! بیشک آپ نے یہی فرمایا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ جل مجدہ کے مختار کل حبیب ﷺ نے وہ چابی انہیں عطا فرمائی اور ساتھ ہی ارشاد عالی ہوا۔

خُذُوْهَا خَالِدَةً تَالِدَةً لَا يَنْزِعُهَا مِنْكُمْ اِلَّا ظَالِمٌ

ترجمہ: لو اسے، میں تمہیں ہمیشہ کے لئے دے رہا ہوں، جو اسے چھینے گا ظالم ہوگا)

فرزندان ملت از راہ کرم اس واقعے پر خوب غور کریں اور سوچ کر بتائیں کہ حضور ﷺ کیا چاہتے ہیں ان کا علم غیب مانا جائے یا اس کا معاذ اللہ انکار کیا جائے۔ جس علم کا اقرار حضور پرنور ﷺ اس اہتمام سے کرا رہے ہیں کہ خود ایک سابقہ واقعے کی یاد دلا رہے ہیں اور اس وقت یقیناً یہ علم غیب ہی تھا۔ ایک اور بھی ایسا عجیب واقعہ سن لیجیے۔

۳۔ عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی جہل فتح مکہ کے دنوں میں مسلمان ہوئے۔ ان [illegible] انہوں نے [illegible]
مبارزت دی اور اسے قتل کر دیا۔ اس پر حضور ﷺ ہنس پڑے تو مقتول صحابی کے لواحقین کو اس موقع پر [illegible] اس
کے پوچھنے پر ارشاد ہوا

اَضْحَكَنِيْ اَنَّهُمَا فِيْ دَرَجَةٍ وَّاحِدَةٍ فِي الْجَنَّةِ

ترجمہ: میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ جنت میں قاتل و مقتول ایک ہی درجے میں ہوں گے۔

گویا اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی جانتے ہیں کہ عکرمہ مسلمان ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہے [illegible]
ایک ہی درجے میں ہوں گے۔ یہ ہیں وہ ہمارے محبوب ﷺ جن کے علم کے خلاف طوفان انکار اٹھانے کی [illegible]

۴۔ شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ فتح مکہ کے دن بھی ایمان نہ لایا اور ارادہ یہ تھا کہ ساری دنیا اسلام قبول کرے تو بھی نہیں کروں گا۔ لشکر اسلام میں کی طرف روانہ ہوا تو یہ حضور ﷺ پر حملہ کرنے کا موقع ڈھونڈنے کے لئے ساتھ ہو لیا۔ دونوں فریق گتھم گتھا ہو گئے اور حضور انور ﷺ سواری سے نیچے اتر گئے۔ یہ معاذ اللہ حضور پرنور ﷺ پر حملہ کیا ہی چاہتا تھا کہ آگ کا شعلہ بجلی کی تیزی سے اس کی طرف لپکا۔ شیبہ خوف سے کانپ اٹھا اور آنکھوں کو نقصان سے بچانے کے لئے ان پر ہاتھ رکھ لیا۔ سراپا رحمت آقا ﷺ نے فرمایا [illegible] اے شیبہ میرے [illegible] قریب آیا تو حضور پرنور ﷺ نے دست مبارک اس کے سینے پر رکھ کر دعا کی

اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنَ الشَّيْطَانِ

(الٰہی شیبہ کو شیطان سے بچا لے)

اس کا اثر شیبہ کی زبانی سنئے

وَاللّٰهِ لَهُوَ كَانَ السَّاعَةَ صَارَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَاَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ بِيْ

ترجمہ: سو اللہ کی قسم! حضور ﷺ اسی وقت میرے کانوں اور آنکھوں سے بھی مجھے زیادہ پیارے ہو گئے اور جو کفر میرے اندر تھا،
اللہ تعالیٰ نے اسے نکال دیا۔

۵۔ فضالہ بن عمیر کے اسلام لانے کا واقعہ بھی اس سے ملتا جلتا ہے۔ اس نے حرم شریف میں آ کر دیکھا کہ حضور پرنور ﷺ طواف میں ہیں۔ سوچا اسی دوران خنجر سے حملہ کر دوں۔ قریب آیا تو ہادی اعظم ﷺ نے فرمایا اَفُضَالَةُ (کیا تم فضالہ ہو) عرض کی حضور فضالہ ہوں۔ فرمایا کیا كُنْتَ تُحَدِّثُ بِهٖ نَفْسَكَ (تم اپنے جی میں کیا گفتگو کر رہے تھے) حضور ﷺ ہنس دیے اور فرمایا اِسْتَغْفِرِ اللّٰهَ (فضالہ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ) پھر دست مبارک اس کے سینے پر رکھا، فضالہ کی دنیا یکدم بدل گئی اور بقول اس کے حضور ﷺ سارے جہاں سے محبوب ہو گئے۔ اب وہ سچے دل سے دست حق پرست پر بیعت ہو کر مسلمان ہو گیا۔

۶۔ فتح مکہ کے ایام میں ابوسفیان نے دیکھا کہ حضور پرنور ﷺ تشریف لے جا رہے ہیں اور غلاموں کا جم غفیر پیچھے پیچھے ہے۔ یہ منظر دیکھ کر ابوسفیان نے دل ہی دل میں کہا "کاش میں اپنے لوگوں کا لشکر اکٹھا کروں اور ان سے پھر لڑائی کا سلسلہ چھیڑ دوں۔ رحمت عالم ﷺ نے اس کے پاس پہنچ کر اس کے سینے پر دست مبارک سے ضرب لگائی اور فرمایا اِذًا يُخْزِيَكَ اللّٰهُ (اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تمہیں ذلیل و رسوا کرے گا) ابوسفیان بولا
"یا رسول اللہ میں توبہ کرتا ہوں اور جو کچھ اس دل ہی دل میں کی ہے اس سے استغفار کرتا ہوں۔ یہ بات تو میں نے صرف اپنے دل میں کہی تھی۔ یعنی اگر ایسی بات پر بھی آپ آگاہ ہو جاتے ہیں تو اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔"

۷۔ بیہقی ابن عساکر اور ابونعیم نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی جس رات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور وہ رات فتح مکہ کی رات تھی تو صبح تک سب تکبیر و تہلیل اور طواف بیت اللہ میں مصروف رہے تو ابوسفیان ہندہ سے کہنے لگے کہ دیکھ رہی ہو۔

یہ چیز کہ جب حضرت ابو سفیانؓ کو ... ابو سفیان رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ہندہ سے کہا تھا کہ یہ تو ... ہم پر غالب آ گئے ... ابو سفیان بولے کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ بخدا میری یہ بات ہندہ کے سوا کسی نے نہیں سنی۔ واللہ اعلم۔

... اور انھوں نے حضرت زید بن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ ابو سفیان سے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ملے اور فرمایا تمہارے اور ہندہ کے درمیان یہی باتیں طے ہوئی ہیں۔ ابو سفیان نے دل میں کہا کہ ہندہ نے میرا راز فاش کر دیا میں اس کے ساتھ ایسا کروں گا۔ جب رسول اکرم ﷺ طواف سے فارغ ہوئے تو ابو سفیان سے فرمایا ابو سفیان ہندہ سے اس قسم کی گفتگو مت کرنا کیونکہ ہندہ نے تمہارا راز فاش نہیں کیا۔ ابو سفیان بولے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (الخصائص الکبریٰ)

یہ صرف چند واقعات یہاں درج کئے گئے ہیں ورنہ فتح مکہ کے بارے کتب سیرت ... یہاں سے مزید سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا جائے تو بے شمار ایسے واقعات مل سکتے ہیں جن سے علم غیب ثابت ہوتا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان لانے کا سبب بنے ہیں۔

**شیطان کی مایوسی:** ابو یعلیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ فتح کیا۔ ابلیس نے چیخ ماری تو ساری اولاد اکٹھی ہو گئی۔

فقال ایسوا ان تردوا امۃ محمد ﷺ الی الشرک بعد یومکم ھذا

ترجمہ: اب مایوس ہو جاؤ کہ محمد (ﷺ) کی امت کو آج کے بعد شرک کی طرف لوٹا سکو۔

ہاں شیطان تو محبوب اکرم ہادی اعظم ﷺ کی امت سے مایوس ہو گیا البتہ بعض شیطان زادوں کو پھر بھی امت کے مشرک ہونے کا وہم ہے۔ ان کو جاننا چاہیئے کہ یہ عام امتوں کی طرح نہیں بلکہ خیر امت (علیہ التحیۃ والثناء کی خیر امت) ہے اور اس کا دولہا ﷺ رات دن اس کی بخشش کی دعا کرتا رہا اور کرتا ہے اس کا محافظ بھی ہے۔ شرک کی بخشش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ اس امت کے افراد ... سب کے سب بخشے جائیں گے

اب آیئے حضور ہادی اعظم ﷺ کا ارشاد سنئے۔ حضور صادق الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام قسم فرماتے ہیں۔ (صرف آخری جملہ)

وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا (بخاری شریف)

ترجمہ: اور واللہ مجھے یہ اندیشہ نہیں کہ تم لوگ میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ ان خزانوں کو دوسروں سے زیادہ حاصل کرنے کی خواہش کرو گے۔

**سیرت طیبہ کا از حد حسین پہلو:** یہ حضور پرنور ﷺ کی تواضع کا جواب نہیں۔ پہلے ذرا تصور فرمایئے دنیا کا کوئی بادشاہ کسی علاقے کو فتح کرنے کے بعد اس میں داخل ہوتا تو اس کے کروفر، تزک و احتشام، ہیبت و سطوت اور غرور و نخوت کا کیا عالم ہوتا؟ مگر حضور ﷺ دین کے بادشاہ ہیں۔ بلکہ ارض و سماء کے کشور کشا ہیں۔ نہیں کائنات کے سلطان اعظم ہیں ﷺ اس وقت فتح و کامرانی کی بدولت ... گردن جھکائی ہوئی تھی۔ ... اپنے رب کریم کی حمد و ثنا میں مصروف تھے۔ جبین سعادت کجاوے کی ... سے ... رہی تھی۔ حضور کے دائیں طرف ابو بکر صدیق بائیں طرف اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ۔ حضور ﷺ نے اپنے پیچھے اپنے غلام زید بن حارثہ کے بیٹے اسامہ کو بٹھا رکھا تھا (رضی اللہ عنہم) وہ سب پیدل چل رہے تھے۔

حق یہ ہے کہ نبوت کی پہچان بھی اس قسم کے واقعات سے مزید پختہ ہو جاتی ہے اور سیرت مقدسہ اس قسم کے واقعات سے معمور ہے۔ یہ دوسرے تواضع کے مقابلے میں کبر و نخوت ہے جو اللہ کو از حد ناپسند ہے اور بندے کی بے بصری اور کم عقلی کا شاید کفر و شرک کے بعد کا سب سے بڑا ذریعہ ہے بلکہ بعض اوقات خود کفر و شرک کا سبب بھی یہی ہوتا ہے۔ اسی طرح تواضع عرفان کے راستے کھولتی ہے۔ جو جتنا متواضع ہو گا اتنا ہی عارف ہو گا۔

یایوں بھی کہہ سکتے ہیں جو جتنا عارف ہوگا، اتنا ہی متواضع ہوگا۔ کائنات میں اللہ کے سب سے بڑے عارف و عابد حضور پرنور ﷺ ہی ہیں۔ اس لئے کائنات میں سب سے زیادہ متواضع اور غرور و تکبر سے پاک حضور پرنور ﷺ ہی ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہوتا، اللہ نے تو خود اس سید المعصومین ﷺ کی تربیت فرمائی ہے۔

ایک جگہ فرماتے ہیں۔

أَدَّبَنِي رَبِّي فَأَحْسَنَ تَأْدِيبِي (الجامع الصغیر)

ترجمہ مجھے میرے رب نے ادب سکھایا سو مجھے خوب ادب سکھایا۔

اسی حسن ادب کی تربیت کا ایک سبق تھا

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

ترجمہ تم فرماؤ ظاہری صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی فرمایا ہے کہ اللہ ان الفاظ میں اپنے محبوب کریم و حلیم و عظیم و حلیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو تواضع سکھا رہا ہے۔

عَلَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَزَّ وَجَلَّ رَسُوْلَهُ التَّوَاضُعَ (ضیاء القرآن بحوالہ تفسیر مظہری)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے (یہاں) اپنے رسول (ﷺ) کو تواضع سکھائی ہے۔

فتح مکہ کا دن ایک عید کا دن ہی نہیں تھا بلکہ حضور پرنور سیدنا و مولانا رحمۃ للعلمین ﷺ کی سیرت منورہ کے بے شمار حیرت انگیز اور دل افروز جلووں کے اوج کمال کا دن بھی تھا۔ عفو و رحمت کا ظہور بھی پوری آب و تاب سے ہوا اور عرش معلیٰ کی رفعتوں سے آگے نکل جانے والی تواضع نے بھی انسانیت کو شاد کر دیا۔ اب یہاں صرف ایک اور واقعہ سن لیجئے۔

ابو مسعود سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اکرم ﷺ سے ایک شخص گفتگو کرتے ہوئے کانپ رہا تھا۔ ارشاد ہوا اپنے اوپر آسانی کرو۔ میں بھی ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو بھونا ہوا گوشت کھایا کرتی تھی۔

بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں "میں بادشاہ نہیں ہوں" (فَإِنِّي لَسْتُ بِمَلِكٍ) الخصائص الکبری (دوس)

**کعبہ مکرمہ کی تطہیر و تعظیم**: کعبے کے تین سو ساٹھ بتوں کا اپنے انجام کو پہنچنے کا ذکر آپ مطالعہ کر چکے۔ ہاں اس سلسلے میں ایک قابل ذکر چیز یہ ہے کہ قریش کا مخصوص کعبے کی چھت پر تھا۔ اس کو گرانے کا قصہ بھی ملاحظہ ہو۔

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور پرنور ﷺ مجھے لے کر روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ کعبہ آگیا۔ سو مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں کعبے کی ایک جانب بیٹھ گیا تو حضور ﷺ میرے شانوں پر سوار ہو کر فرمانے لگے اٹھو۔ جب حضور پرنور ﷺ نے اپنے نیچے (میری کمزوری) محسوس فرمائی تو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ ارشاد ہوا علی تم میرے شانوں پر چڑھو۔ میں نے تعمیل کی۔ تو حضور ﷺ مجھے لے کر کھڑے ہو گئے۔ مجھے اس وقت یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اگر چاہوں تو آسمان تک پکڑ لوں (لَوْ شِئْتُ لَنِلْتُ أُفُقَ السَّمَاءِ) میں کعبے کے اوپر چڑھا اور رسول اکرم ﷺ وہاں سے ہٹ گئے۔ نیز فرمایا ان کا یعنی قریش کا سب سے بڑا بت گرا دو۔ وہ بت تانبے کا تھا لوہے کی میخوں سے گڑھا ہوا تھا اور اس کی میخیں زمین تک گڑی ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ مجھ سے فرما رہے تھے کہ اس کے گرانے کی تدبیر کرو گویا یہ کہو

(وَقُلْ) جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ○

ترجمہ (اور فرماؤ) حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا

[illegible]

ترجمہ: آج قتل و غارت کا دن ہے۔ آج حرم میں خونریزی کی جائے گی، آج اللہ قریش کو ذلیل کرے گا۔

ابوسفیان نے اس کی شکایت کی تو اللہ کے حبیب اکرم کائنات کے محسن اعظم ﷺ نے فرمایا

اے ابوسفیان! سعد نے غلط کہا

اَلْيَوْمُ يَوْمُ الْمَرْحَمَةِ اَلْيَوْمَ يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللّٰهُ فِيْهِ الْكَعْبَةَ، اَلْيَوْمَ يَوْمٌ تُكْسٰى فِيْهِ الْكَعْبَةُ اَلْيَوْمَ يَوْمٌ اَعَزَّ اللّٰهُ فِيْهِ قُرَيْشًا (آج رحمت کا دن ہے۔ آج وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کعبہ کی عظمت کو دوبالا کرے گا۔ آج وہ دن ہے کہ کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا، آج وہ دن ہے جس میں اللہ قریش کو مخصوص عزت عطا فرمائے گا۔

حضرت ابوشریح عدوی سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ فتح مکہ کے دن کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو حرمت والا بنایا ہے انسانوں نے اسے محترم نہیں بنایا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ مکہ معظمہ میں خونریزی کرے یا یہاں کا درخت کاٹے۔ اگر کوئی شخص اللہ کے رسول کی جنگ کی بنا پر یہاں قتال کو جائز سمجھتا ہو تو اس سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اجازت دی تھی اور تمہیں اجازت نہیں دی اور مجھے بھی یہاں دن کی ایک ساعت کے لئے اجازت دی تھی اور آج مکہ مکرمہ کی حرمت ویسی ہی ہوگئی جیسی کہ کل تھی (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ سے اصحاب فیل کو روک دیا اور اپنے رسول اور مومنین کو اس پر مسلط فرمایا۔ خبردار! مکہ مکرمہ مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہیں تھا اور نہ اب میرے بعد کسی کے لئے حلال ہے۔ میرے لئے بھی دن میں صرف ایک ساعت کے لئے حلال ہوا ہے (بخاری و مسلم)

**غور کیجئے:** حضور پرنور ﷺ کا مکہ معظمہ میں کامیاب ہونا آپ کی نبوت اور اسلام کی سچائی کا بین ثبوت ہے کیونکہ لوگوں کو معلوم تھا کہ چند سال پہلے ابرہہ والی یمن نے اس پر چڑھائی کی تھی اور وہ کس عذاب سے دوچار ہو کے پسپا ہوا تھا۔ اگر مدنی لشکر بھی معاذ اللہ حق پر نہ ہوتا تو وہ بھی معاذ اللہ قہر خداوندی کی زد میں آجاتا۔

یہاں یہ حرم تھا، یہاں رب ذوالجلال کا گھر تھا، اس کی حرمت کا تقاضا یہ تھا کہ اس شہر میں خصوصیت کے ساتھ ظلم و طغیان اور فسق و عدوان پر پابندی لگادی جائے۔ فتح مکہ کے بعد دس دن میں دس ہزار قریشیوں نے اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے والا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کے سامنے سے گزرتا اور کلمہ شہادت کے ساتھ بدکاری سے توبہ کا اعلان بھی کرتا تھا۔ میخواری اور جوئے بازی کا عام رواج تھا، انہیں بھی ہمیشہ کے لئے ختم کردیا گیا۔ حضور پرنور ﷺ یہاں پندرہ روز تک جلوہ فرما رہے۔ ان دنوں مکہ کے تقریباً باشندے حضور ﷺ کی امت میں شامل ہوگئے۔ اس سارے پس منظر کو سامنے رکھیے اور پھر سیدنا حضرت ابراہیم اور سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی اس دعا پر غور کیجئے۔ جو انہوں نے تعمیر کعبہ کے وقت

کی تھی یہ دعا ان کی تمام دعاؤں کا نچوڑ تھی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ (البقرہ۔ ۱۲۹)

ترجمہ اے رب ہمارے، اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمائے، بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

سراپا رحمت سپہ سالار ﷺ: دنیا میں ایسے سپہ سالار تو عام تھے اور ہے، جن کا منشا یہ رہا ہے کہ دشمن کا جانی و مالی نقصان زیادہ سے زیادہ ہو، مگر اپنا نہ ہو یا کم سے کم ہو۔ ایک یہ حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں جن کی خواہش ہمیشہ یہ رہی کہ اپنا بھی نہیں، دشمن کا نقصان بھی نہ ہو۔ کیوں نہ ہو یہ اپنوں بیگانوں سب کے لئے رحمت ہیں اور انسان کو سراپا رحمت بنانے والا ان کے جذبہ کرم کو سب سے زیادہ جانتا ہے، اسی لئے اس نے فرمایا

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ (الانفال۔۳۳)

ترجمہ اور اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

یہاں بھی قدم قدم پر یہی رحمت جلوہ فرما ہے۔ مدینہ منورہ سے چلتے ہیں تو دعا فرماتے ہیں۔

جس کا خلاصہ مطلب یہ کہ مکہ والوں کو اسلامی لشکر کی نقل و حرکت کی بھنک تک نہ پہنچے۔ راستوں کی ناقہ بندی کی جاتی ہے کہ اس سلسلے میں جاسوسی تک نہ ہو سکے۔ مکہ معظمہ پر اس زمانے میں حملہ کرنے کے لئے تین چار ہزار افراد کافی تھے مگر اس صورت میں اہل مکہ ضرور مقابلہ کرتے اور فریقین کا بہت نقصان ہوتا۔ اردگرد کے مسلمان قبائل کو بھی رمضان المبارک میں مدینہ منورہ حاضر ہونے کی تاکید کر دی چنانچہ دس ہزار کا لشکر لے کر مکہ معظمہ کا رخ فرمایا۔ پھر مکہ معظمہ کے قریب پہنچ کر ہر خیمے کے سامنے اپنی اپنی آگ جلانے کی تاکید کر دی گئی تا کہ قریش ہراساں ہو کر مقابلے کی بجائے چپ سادھ لیں۔ علاوہ ازیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تاکید کر دی گئی تھی کہ ابوسفیان کو وادی کے کنارے پر کھڑا کر دیں تا کہ اسلامی لشکر کی شان و شکوہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور کسی قسم کے مقابلے سے باز رہیں۔ پھر منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے اسلامی لشکر کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے مختلف راستوں پر ڈالا تا کہ قریش حملہ نہ کر سکیں۔ سارا لشکر اسلام اکٹھا ہوتا تو تنگ راستے میں گزرتے دیر بھی لگتی اور قریش بھی مسلمانوں کو مجتمع دیکھ کر ان پر حملہ کر سکتے تھے۔

اس سے پہلے مرالظہران پر حضور اکرم ﷺ نے وضو فرمایا تو ابوسفیان نے یہ منظر بھی دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پانی کے قطرے جو جسم اطہر کو چھو کر نیچے گر رہے ہیں، لپک لپک کر اپنی ہتھیلیوں پر لے کر چہروں پر مل رہے ہیں۔ چنانچہ اس کو کہنا پڑا میں نے آج تک کسی بادشاہ کے خادموں کو اس کے ساتھ اس محبت و ادب کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا، نہ کسی قیصر کو اور نہ کسی کسریٰ میں نے کو اس نے نماز با جماعت کا منظر دیکھا، ایک ایک ادا میں سب پیروی کر رہے ہیں ابوسفیان حضرت عباس سے کہنے لگا، اطاعت کا ایسا حسین منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا، اے ابوالفضل بخدا، تیرے بھتیجے کی بادشاہت بہت بلند ہو گئی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ بادشاہت نہیں، نبوت ہے۔

مختصر یہ کہ ادب و عشق کا یہ انداز بھی دشمن کو ہراساں کرنے کے لئے کافی تھا۔ آج بھی اسی کی ضرورت ہے اسی لئے حکیم الامت جواب شکوہ میں فرماتے ہیں۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

☆ ☆ ☆

# علم مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مفتی ابن مفتی، مناظر ابن مناظر علامہ شفاقت احمد نقشبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت نمبر ۱ (سورۃ بقرہ آیت ۱ تا ۳)

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ

ترجمہ: (حاضین حضرات کا معتمد اور پسندیدہ ترجمہ از شاہ رفیع الدین) یہ کتاب نہیں شک بیچ اس کے راہ دکھاتی ہے واسطے پرہیزگاروں کے وہ جو ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے۔

تفسیر: اس آیہ جلیلہ کے تحت ساتویں صدی ہجری کے معتبر مفسر امام ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں۔

اَلْغَيْبُ كُلُّ مَا اَخْبَرَ بِهِ الرَّسُوْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِمَّا لَا تَهْتَدِيْ اِلَيْهِ الْعُقُوْلُ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَالْحَشْرِ وَالنَّشْرِ وَالصِّرَاطِ وَالْمِيْزَانِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَقَالَ ابْنُ عَطِيَّةَ وَهٰذِهِ الْاَقْوَالُ لَا تَعَارُضَ بَلْ يَقَعُ الْغَيْبُ عَلٰى جَمِيْعِهَا

(تفسیر قرطبی نمبر ا ص ۶۳ طبع بیروت) یعنی غیب سے مراد وہ تمام باتیں ہیں جو جناب رسول کریم علیہ التحیہ والتسلیم نے بیان فرمائی ہیں (یعنی قرآن کریم سے صرف وہ لوگ ہدایت حاصل کر سکتے ہیں جو جناب رسول کریم ﷺ کے علم غیب شریف پر ایمان لاتے ہوئے آپ کی بیان فرمائی ہوئی تمام غیب کی باتوں پر یقین رکھتے ہیں اور بدل و جان ان پر ایمان لاتے ہیں) اور غیب سے مراد آپ کی بیان فرمائی ہوئی وہ غیب کی خبریں ہیں جن کو عقل (حواس خمسہ) سے نہ جانا جا سکے (یعنی وہ اظہار غیب حضور نے اپنے علم غیب شریف سے ہی بیان فرمائی ہیں ورنہ حواس خمسہ ظاہری کی ان علوم اور حالات و واقعات تک رسائی نہیں ہو سکتی) آپ کی بیان فرمائی ہوئی وہ غیب کی خبریں قیامت کی نشانیوں سے متعلق ہوں، عذاب قبر کے حالات و واقعات ہوں، میزان (اعمال کا تولا جانا) سے متعلق حالات و واقعات ہوں، جنت کے حالات و واقعات یا دوزخ کے حالات و واقعات ہوں آپ کے بیان فرمائے ہوئے وہ تمام واقعات غیب سے متعلق ہیں۔ (علامہ قرطبی مفسرین کرام کے مختلف اقوال نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں) ابن عطیہ نے کہا ہے کہ ان تمام اقوال میں کوئی تعارض نہیں۔ غیب کی تعریف پر یہ تمام اقوال منطبق ہو جاتے ہیں۔

امام نسفی لفظ غیب کے متعلق لکھتے ہیں۔

مَا غَابَ عَنْهُمْ مِمَّا اَنْبَأَهُمْ بِهِ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِنْ اَمْرِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ وَالْحِسَابِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ (مدارک نمبر ا ص ۲۱) یعنی غیب سے مراد ہر وہ چیز ہے جو لوگوں سے غائب ہو اور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو اس چیز کی خبر دی ہو۔ مرنے کے بعد اٹھنے کے متعلق، عالم حشر، عالم نشر یا حساب و کتاب وغیرہ کی باتیں یہ سب غیب میں داخل ہیں۔

مشہور و معروف دیوبندی مفسر مولوی غلام خاں پنڈی والے اس آیہ جلیلہ کے تحت لکھتے ہیں۔ "یہاں غیب سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جن کا ادراک عقل اور حس سے ناممکن ہو اور ان کے متعلق جو کچھ بھی معلوم ہے مثلاً ذات باری تعالیٰ فرشتے، کتب سماویہ، انبیائے متقدمین علیہم السلام، احوال برزخ، علامات قیامت، حشر و نشر، صراط و میزان اور

جنت و دوزخ وغیرہ (تفسیر مواہب الرحمٰن نمبر ا ص ۱۹)

نیز اپنے آپ کو روشن خیالی سے وابستہ سمجھنے اور کہلوانے والے حضرات کے مستند مفسر اور محدث مولوی عبدہ الفلاح اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں "یہاں غیب سے وہ حقائق مراد ہیں جو عقل و حواس کی رسائی سے دور ہیں۔ مثلاً ذات باری تعالیٰ، وحی الٰہی، عذاب قبر اور جملہ امور آخرت پس اہل تقویٰ کی صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بیان پر اعتماد کرتے ہوئے ان حقائق پر ایمان رکھتے ہیں اور عقل و حواس سے ادراک و احساس کا مطالبہ نہیں کرتے۔ (فوائد سلفیہ ص ۳)

مشہور دیوبندی عالم مولوی عبدالرشید نعمانی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ "جن چیزوں کا صحیح علم بغیر وحی کے نہیں ہو سکتا۔ حس اور ہدایت عقل کی رسائی وہاں تک نہیں ہو سکتی اور انبیاء وحی کے ذریعے ان کی اطلاع دیتے ہیں۔ (وحی کی شرط نعمانی صاحب نے اپنے عقیدے کی ترجمانی کرتے ہوئے اپنی طرف سے لگائی ہے) مثلاً اللہ کی صفات و ذات، قیامت، حشر و نشر، جنت، دوزخ وغیرہ ان کو انبیاء کے بتانے سے وہ مانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں۔ (لغات القرآن نمبر ۵ ص ۲۵) نیز لکھتے ہیں غیب سے مراد وہ چیزیں (ہیں) جو آدمی کی حسی اور عقلی رسائی سے خارج ہیں اور جن کا علم انبیاء کی اطلاع (بتانے) کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ (لغات القرآن نمبر ۵ ص ۴۴)

مشہور دیوبندی مفسر مولوی شبیر احمد عثمانی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ "یعنی جو چیزیں ان کے عقل و حواس سے مخفی ہیں جیسے دوزخ، جنت ملائکہ وغیرہ ان سب کو اللہ اور رسول کے ارشاد کی وجہ سے حق اور یقینی سمجھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا ان امور غیبیہ کا منکر ہدایت سے محروم ہے"۔ (تفسیر عثمانی ص ۳)

مشہور دیوبندی مفسر مولوی فتح محمد جالندھری اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ "غیب اس چیز کو کہتے ہیں جو آنکھ سے پوشیدہ ہو اور اس جگہ وہ چیزیں مراد ہیں جن کی خبر جناب رسول خدا ﷺ نے دی ہے اور جو نظر سے مخفی ہیں جیسے پل صراط و ترازوئے اعمال، بہشت اور دوزخ وغیرہ۔ (حاشیہ جالندھری ص ۳) اس آیہ جلیلہ کے متعلق مشہور دیوبندی مفسر مفتی محمد شفیع کراچوی لکھتے ہیں۔ "قرآن میں لفظ غیب سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں جن کی خبر رسول اللہ نے دی ہے اور ان کا علم بداہت عقل اور حواس خمسہ کے ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات بھی آ جاتی ہیں، تقدیری امور، جنت و دوزخ کے حالات، قیامت اور اس میں پیش آنے والے واقعات بھی اور فرشتے، تمام آسمانی کتابیں اور تمام انبیاء سابقین بھی۔" (معارف القرآن نمبر ا ص ۱۰۹)

بانی جماعت اسلامی مودودی صاحب لکھتے ہیں۔ "غیب کے معنی ہیں پوشیدہ اور مستور کے ہیں۔ اصطلاحاً اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو معلوم نہ ہو جس تک ذرائع معلومات کی رسائی نہ ہو۔ (تفہیم القرآن نمبر ۳ ص ۵۹۵) علامہ قاضی بیضاوی اپنی مشہور و معتبر تفسیر میں لکھتے ہیں۔

الغیب وَالْمُرَادُ بِهِ الْخَفِيُّ الَّذِي لَا يُدْرِكُهُ الْحِسُّ وَلَا يَقْتَضِيهِ بَدَاهَةُ الْعَقْلِ

غیب سے مراد ایسی پوشیدہ چیزیں ہیں جن کا ادراک حس سے نہ کیا جا سکے۔ اور بداہت عقل سے ان تک رسائی ناممکن ہو۔ (تفسیر بیضاوی ص ۸)

مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں۔

وَفَسَّرَهُ جَمْعٌ هٰهُنَا بِمَا لَا يَقَعُ تَحْتَ الْحَوَاسِّ وَلَا تَقْتَضِيهِ بَدَاهَةُ الْعَقْلِ

غیب سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جو حواس خمسہ یعنی قوت سامعہ، قوت باصرہ، قوت ذائقہ، قوت شامہ، قوت لامسہ) سے معلوم نہ کی جا سکیں اور بداہت عقل سے بھی ان تک رسائی حاصل نہ ہو سکے۔ (تفسیر روح المعانی نمبر ا ص ۱۱۴)

نیز بیہقی وقت (یہ لقب آپ کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے دیا ہے) علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی لکھتے ہیں "غیب سے مراد وہ چیزیں ہیں۔ جو آدمیوں کی آنکھوں سے اوجھل ہیں مثلاً خدا کی ذات و صفات، فرشتے، آدمیوں کا مرنے کے پیچھے زندہ ہونا، جنت و دوزخ، پلصراط، میزان اور عذاب قبر وغیرہ (تفسیر مظہری نمبر ا ص ۲۹) نیز زرقانی علی المواہب نمبر ۷ ص ۱۹۹ اور تفسیر ابن جریر نمبر ۲۹ پر بھی تقریباً یہی مضمون ہے

لغت قرآن کے مسلم امام جناب ابو القاسم الحسین الراغب الاصفہانی لفظ غیب کے تحت لکھتے ہیں۔

"وَالْغَيْبُ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ مَا لَا يَقَعُ

تَحْتَ الْحَوَاسِ وَلَا تَقْتَضِيهِ بَدَاهَةُ الْعَقْلِ وَإِنَّمَا يُعْلَمُ بِخَبَرِ الْأَنْبِيَاءِ

یعنی یومنون بالغیب میں غیب سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جو عقل وحواس سے معلوم نہ کی جا سکیں اور یہ غیب کی خبریں انبیاء کرام کے بتانے سے معلوم ہوتی ہیں (مفردات راغب ص [illegible])

نیز لغت عربیہ کے مشہور ومعروف امام ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم افریقی اور شارح قاموس امام لغت عربیہ ابو الفیض سید محمد مرتضے حسینی اپنی اپنی شہرہ آفاق تصانیف میں اس آیہ کریمہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ أَيْ بِمَا غَابَ عَنْهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَمْرِ الْبَعْثِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَكُلُّ مَا غَابَ عَنْهُمْ مِمَّا أَنْبَأَهُمْ بِهِ فَهُوَ غَيْبٌ

(لسان العرب نمبر ا ص ۶۵۴، تاج العروس نمبر ا ص ۴۱۶)

یعنی متقی لوگ ہر اس غیب ایمان لاتے ہیں جس کی خبر انہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے دی ہے مرنے کے بعد اٹھنے کے متعلق، جنت کے متعلق دوزخ کے متعلق اور ہر وہ چیز جو ان سے غائب ہے۔ اس طرح کی جس چیز کی خبر بھی جناب رسول اللہ ﷺ نے دی ہے وہ سب غیب ہے۔

**فائدہ، قارئین کرام:** اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہی چند حوالہ جات پر اکتفا کرتا ہوں۔ البتہ ہر تعصب وعناد سے خالی ذہن ان حوالہ جات سے یقیناً یہ بات اچھی طرح سمجھ چکا ہوگا کہ تمام مفسرین اور محدثین اکابرین اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ جو چیز عقل اور حواس سے نہ جانی جا سکے اسے غیب کہتے ہیں۔ اسی طرح کوئی صاحب عقل وشعور شخص اس بات سے بھی انکار نہیں کرسکتا کہ جو ہستی ان تمام غیبوں کے متعلق تمام زندگی ہزاروں حالات وواقعات ان کی نشانیاں اور ان کے متعلق ہر طرح کی وضاحتیں بیان فرماتی رہی یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس خلاصہ کائنات اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کو ان تمام غیبوں کا علم عطا فرما رکھا تھا تبھی تو آپ ان غیبوں کو بیان فرماتے رہے ہیں کیونکہ یہ بھی مسلمہ بات ہے کہ کسی بھی غیب کو کوئی بھی عطائے خداوندی کے بغیر نہیں جان سکتا اور جو چیز اپنی عقل اور حواس سے معلوم کی جا سکے اسے غیب نہیں کہا جا سکتا۔

سو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو علم غیب عطا فرمایا تھا اور آپ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اجازت سے ساری زندگی غیب کی خبریں بیان کرتے رہے اور علم قرآن کے مطابق [illegible] آپ اس بات پر [illegible] کرتے ہوئے آپ سے علم غیب [illegible] ہے [illegible] ایمان لانا اور [illegible] قرآن سے [illegible] حاصل [illegible]

آیت نمبر (تکویر نمبر ۲۴)

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ

"اور نہیں وہ اوپر غیب کی بات کے بخیل"

(محاسن معارف کا پسندیدہ ترجمہ از شاہ رفیع الدین)

**تفسیر:** اس آیہ حمیدہ کے تحت مفسر قرآن علامہ حسین بغوی لکھتے ہیں۔

إِنَّهُ يَأْتِيهِ عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يَبْخَلُ بِهِ عَلَيْكُمْ بَلْ يُعَلِّمُكُمْ وَيُخْبِرُكُمْ (تفسیر معالم التنزیل)

مفسر قرآن علامہ علاؤالدین محمد البغدادی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَأْتِيهِ عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يَبْخَلُ بِهِ عَلَيْكُمْ بَلْ يُعَلِّمُكُمْ (تفسیر خازن نمبر ص)

یعنی یقیناً جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے پاس علم غیب تشریف لاتا ہے۔ آپ ﷺ تمہیں غیب بتانے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ آپ کو جو غیب حاصل ہوتے ہیں آپ ان کو تم لوگوں کو بتا دیتے ہیں۔

مشہور دیوبندی مفسر مولوی شبیر احمد عثمانی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

"یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے یا اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اور (پیغمبر ﷺ) ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا۔ (تفسیر عثمانی ص ۷۶۲)

اس آیہ مقدسہ کے تحت مفسر قرآن علامہ احمد بن محمد الصاوی لکھتے ہیں۔

"أَيْ فَلَا يَبْخَلُ بِهِ عَلَيْكُمْ بَلْ يُخْبِرُكُمْ بِهِ

عَلٰی خَلْقِ مَا اُمِرَ وَلَا یَکْتُمُہٗ (تفسیر صاوی نمبر ۴ ص ۲۸۱)
یعنی جناب رسول اللہ ﷺ تمہیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ جس بات کے بتانے کا حکم ہوتا ہے آپ تمہیں بتا دیتے ہیں اور اس کو چھپاتے نہیں ہیں۔

فائدہ، قارئین کرام: الحمد للہ رب العالمین۔ آپ انسان ہونے کے ناطے اشرف المخلوقات ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے عقل و شعور کی دولت سے بھی نوازا ہوا ہے۔ یہ بات آپ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ کنجوس اور بخیل اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس دولت تو موجود ہو لیکن وہ اس دولت کو خرچ نہ کرے اور جس شخص کے پاس مال دنیا موجود ہی نہ ہو اسے غریب نادار، مفلس محتاج اور مسکین وغیرہ تو کہہ سکتے ہیں لیکن کوئی بھی عقل مند شخص اس کو بخیل نہیں کہہ سکتا۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب لبیب ﷺ کو ان الفاظ کے ساتھ خراج محبت عنایت فرمایا ہے کہ "آپ غیب پر بخیل نہیں ہیں" تو ہر تعصب و عناد سے خالی ذہن کو یہ سمجھنے میں کوئی دیر نہیں لگے گی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو علم غیب شریف سے مالا مال فرما رکھا اور آپ یہ دولت غیب یعنی علوم غیبیہ و اخبار غیب دن رات اپنے خدام کے سامنے بیان فرماتے رہے ہیں اور دولت غیب کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے دونوں ہاتھوں سے دنیا میں لٹاتے رہے ہیں۔ پھر اس بات کی کوئی تخصیص نہیں کہ فلاں بات یا فلاں چیز کے متعلق بتانا تو آپ بتا سکتے ہیں اور فلاں چیز کے متعلق آپ نہیں بتاتے۔ بلکہ آپ ہر چیز کے متعلق اللہ اور اس کے رسول نے چاہا اور مناسب سمجھا آپ ہمیشہ بیان فرماتے رہے ہیں۔ آپ کا دن رات علوم غیبیہ کا بیان فرمانا اور اللہ تعالیٰ کا آپ کی علوم غیبیہ کے متعلق بخل سے برات بیان فرمانا اس بات کی پختہ اور واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب سرور کائنات کو ہر طرح کے علوم غیبیہ عنایت فرمائے ہوئے تھے۔ فاتھم یا اولی الابصار

آیت نمبر ۳ (رحمٰن۔ نمبر ۱ تا ۴)
اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ
ترجمہ: رحمان نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد (ﷺ) کو پیدا کیا۔ ما کان و ما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (کنز الایمان)

تفسیر: مفسر قرآن علامہ فخر الدین احمد ان آیات کے متعلق لکھتے ہیں "اللہ جل شانہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو جو کچھ تھا اور ہے اور ہوگا سب تعلیم فرما دیا"۔ (تفسیر قادری نمبر ۲ ص ۵۳۴)

ان آیات مقدسہ کے متعلق شارح جلالین مفسر قرآن علامہ احمد بن محمد الصاوی لکھتے ہیں۔ الانسان وَقِيْلَ هُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ لِاَنَّهُ الْاِنْسَانُ الْكَامِلُ وَالْمُرَادُ بِالْبَيَانِ عِلْمُ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ وَمَا هُوَ كَائِنٌ (تفسیر صاوی نمبر ۴ ص ۱۳۵) یعنی اس آیت میں "الانسان" سے مراد جناب محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہیں۔ کیونکہ آپ ایک کامل انسان ہیں اور بیان سے مراد حضور کو ما کان (جو کچھ ابتداء سے لے کر آج تک ہو چکا ہے) اور ما یکون (جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے) کا علم سکھا دینا ہے۔

مشہور اہلحدیث محدث اور مفسر علامہ وحید الزمان بھی اس آیہ جلیلہ کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں: اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ بڑے رحم والے خدا نے قرآن اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو سکھایا۔ (ترجمہ وحیدی ص ۶۳۴)

محقق اسلام علامہ معین الدین کاشفی اور استاذ المحدثین علامہ حسین بغوی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔
خَلَقَ الْاِنْسَانَ اَیْ مُحَمَّدًا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ يَعْنِيْ بَيَانَ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ
اللہ تعالیٰ نے انسان یعنی جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیدا فرمایا اور ان کو "بیان" یعنی جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے سب کچھ سکھا دیا (تفسیر معالم التنزیل نمبر ۷ ص، تفسیر حسینی ص ۴۴۳)

مفسر قرآن علامہ محمد بن حسین نیشاپوری اپنی مشہور زمانہ تفسیر میں اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔
قَدْ نُقِلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْاِنْسَانَ آدَمُ عَلَّمَهُ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا اَوْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبَيَانُ الْقُرْاٰنُ فِيْهِ بَيَانُ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (تفسیر غرائب القرآن جز نمبر ۲۷ ص ۷۰)
مفسر صحابہ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انسان سے مراد یا تو جناب آدم علیہ السلام ہو سکتے ہیں۔ اس

سورت میں علمہ البیان کے معنی یہ بیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھا دیئے۔ یا پھر "الانسان" سے مراد جناب محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہیں اور علمہ البیان سے مراد قرآن پاک ہے جس میں جو کچھ ابتداء سے لیکر آج تک ہو چکا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کا بیان موجود ہے۔

پھر اس آیت کے تحت معتبر مفسر علامہ خازن لکھتے ہیں۔

"اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ یَعْنِیْ عَلَّمَ مُحَمَّدًا نِ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ اَرَادَ بِالْاِنْسَانِ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ یَعْنِیْ بَیَانَ مَا یَکُوْنُ وَمَا کَانَ لِاَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُنَبِّئُ عَنْ خَبَرِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَنْ یَّوْمِ الدِّیْنِ (تفسیر خازن نمبر ۷ ص ۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو قرآن سکھایا اور "انسان" سے مراد حضور ﷺ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو کچھ ہونے والا ہے قیامت تک اور جو کچھ ابتداء سے لیکر آج تک ہو چکا ہے وہ سب کچھ سکھا دیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ پہلوں کی بھی خبریں دیتے ہیں اور بعد والوں کی بھی خبریں بیان فرماتے ہیں اور آپ قیامت کے دن کی بھی خبریں بیان فرماتے ہیں۔"

فائدہ: اس آیت مبارکہ اور اس کی معتبر تفاسیر سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب لبیب جناب محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو قرآن کریم سکھا دیا اور اس میں موجود تمام علوم بھی آپ کو سکھا دیئے۔ اس قرآن میں بیان کردہ علوم کو اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران آیت نمبر ۴۴ اور سورۃ یوسف آیت نمبر ۱۰۲ میں غیب کی خبریں فرمایا ہے۔ نیز دعوائے خداوندی ہے کہ یہ قرآن پاک "ہر چیز کا بیان کرنے والا ہے" (نحل نمبر ۸۹) اسی طرح ارشاد ہوتا ہے۔ "ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا" (انعام نمبر ۳۸) حتیٰ کہ مفسر صحابہ عم زاد مصطفیٰ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ "اگر میری اونٹنی کی نکیل بھی گم ہو جائے تو میں قرآن کریم کھول کر یہ معلوم کر سکتا ہوں کہ وہ کہاں ہے۔ (تفسیر روح المعانی نمبر ۶ ص ۱۹۱)

جب یہ بات اللہ کے قرآن نے بیان کر دی کہ دنیا میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو قرآن پاک میں بیان نہ کر دی گئی ہو، اور پھر یہ بھی قرآن کریم ہی نے بیان کر دیا کہ اللہ جل مجدہ نے خود ہی اپنے پیارے محبوب ﷺ کو قرآن پاک کے تمام علوم تعلیم فرما دیئے ہیں۔ تو اب کسی بھی اللہ کے قرآن کو ماننے والے صاحب فہم و ذکا شخص کو اس بات کے سمجھنے اور ماننے میں مشکل باقی نہیں رہ گئی ہو گی کہ جب قرآن کریم میں تمام علوم موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمام علوم قرآنی حضور کو سکھا دیئے ہیں تو پھر بفضلہ تعالیٰ و بعطائہ جناب رسول کریم ﷺ کو تمام علوم غیبیہ جو کہ ما کان اور ما یکون پر مشتمل ہیں سب حاصل ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ فلاں چیز کا علم حضور کو نہیں تھا تو پھر یہ بھی عقیدہ رکھنا پڑے گا کہ اس چیز کا بیان قرآن پاک میں بھی موجود نہیں ہے کیونکہ جو کچھ قرآن میں ہے وہ تو حضور کو سکھا دیا گیا ہے۔ لیکن یہ بات دعوائے خداوندی کے خلاف ہو گی کیونکہ دعوائے خداوندی تو یہ ہے کہ ہم نے قرآن میں سب کچھ بیان کر دیا ہے اور کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی تو پھر یقیناً تمام علوم اللہ تعالیٰ کے عطا و احسان سے جناب نبی کریم ﷺ کو حاصل ہیں اسی لئے مشہور بزرگ امام شرف الدین بوصیری (آپ نے اس قصیدے میں جو آپ نے فالج کی حالت میں لکھا تھا اور خواب میں حضور کی بارگاہ میں پیش بھی کیا تھا اور حضور نے سن کر خوشی کا اظہار بھی فرمایا تھا اور بطور انعام اپنی چادر مبارک بھی عنایت فرمائی تھی۔ صبح کو وہ چادر آپ کے اوپر ہی تھی اور اس چادر مبارک کی برکت سے ان کا فالج بھی ٹھیک ہو گیا تھا۔ تمام مکاتب فکر کی کتابوں سے یہ بات واضح ہے کہ سب ہی اس واقعہ کو بھی مانتے ہیں اور اس قصیدہ بردہ شریف کو بھی پڑھتے اور باعث برکت سمجھتے ہیں) لکھتے ہیں

"وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ"

یعنی وہ لوح محفوظ (جس کے متعلق فرمان خداوندی ہے۔ "ہم نے کوئی چھوٹی اور بڑی کوئی خشک اور تر چیز ایسی نہیں جو اس میں تحریر نہ فرما دی ہو (انعام نمبر ۵۹، یونس نمبر ۶۱، سبا نمبر ۳) نیز فرمایا "زمین و آسمان کے تمام غیب اس میں مرقوم ہیں۔ (نمل نمبر ۷۵) نیز فرمایا "کسی کو زیادہ عمر دی جائے یا کسی کی عمر کم کر دی جائے یہ بھی لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے" (فاطر نمبر ۱۱) یا رسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم اس لوح محفوظ میں جتنے علوم اور غیب لکھے ہوئے ہیں وہ آپ کے علوم غیبیہ کا

صرف ایک حصہ ہیں۔ یعنی یا رسول اللہ ﷺ آپ کا علم تو لوح و قلم سے بھی زیادہ ہے۔ چنانچہ کتب احادیث ایسے واقعات سے بھری پڑی ہیں کہ حضور ﷺ نے زمین و آسمان، جنت و دوزخ، حشر و نشر، صراط و میزان، برزخ و عذاب قبر، لوگوں کی عمروں۔ ان کے جنتی اور دوزخی ہونے اور جنت و دوزخ میں ان کے درجات اور علامات قیامت وغیرہ کے متعلق ہزاروں اخبار غیبیہ بیان فرمائے ہیں اس سے بالیقین یہ بات ثابت ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو علم غیب شریف کی دولت سے نواز رکھا تھا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

آیت نمبر ۴ (آل عمران نمبر ۱۷۹)

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۤءُ.

ترجمہ۔ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ خبردار کرے تم کو اوپر غیب کے لیکن اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ پیغمبروں اپنے میں سے جس کو چاہے (اہلحدیث حضرات کا پسندیدہ ترجمہ از شاہ رفیع الدین)

تفسیر: اس آیہ کریمہ کے تحت مفسر قرآن علامہ نیشاپوری لکھتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُرِضَتْ عَلَيَّ اُمَّتِيْ فِيْ صُوَرِهَا كَمَا عُرِضَتْ عَلٰى اٰدَمَ وَاُعْلِمْتُ مَنْ يُّؤْمِنُ بِيْ وَمَنْ يَّكْفُرُ

یعنی جناب رسول کریم ﷺ نے بیان فرمایا میری تمام امت میرے سامنے اپنی اپنی شکلوں میں پیش کی گئی جیسے کہ آدم علیہ السلام پر (نیک اور بد کی شکل میں) پیش کی گئی تھی اور مجھے معلوم ہو گیا (یا مجھے بتا دیا گیا) کہ ان میں سے کون مجھ پر ایمان دے گا اور کون میرا انکار کرے گا۔ (تفسیر غرائب القرآن نمبر ۴ ص ۱۳۸)

اس آیہ جلیلہ کے تحت مفسر قرآن علامہ عبداللہ بن عمر البیضاوی تحریر فرماتے ہیں۔

وَرُوِيَ اَنَّ الْكَفَرَةَ قَالُوْا اِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ صَادِقًا فَلْيُخْبِرْنَا مَنْ يُّؤْمِنُ مِنَّا وَمَنْ يَّكْفُرُ فَنَزَلَتْ وَعَنِ السُّدِّيِّ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ اُمَّتِيْ وَاُعْلِمْتُ مَنْ يُّؤْمِنُ بِيْ وَمَنْ يَّكْفُرُ فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ اِنَّهٗ يَزْعَمُ اَنَّهٗ يَعْرِفُ مَنْ يُّؤْمِنُ وَمَنْ يَّكْفُرُ وَنَحْنُ مَعَهٗ وَلَا يَعْرِفُنَا فَنَزَلَتْ

یعنی جناب رسول نے فرمایا میری تمام امت میرے سامنے پیش کی گئی اور میں نے جان لیا ان میں سے کون مجھ پر ایمان دے گا اور کون میرا انکار کرے گا تو منافق کہنے لگے کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں ایمان لانے والوں اور انکار کرنے والوں کو پہچانتا ہوں لیکن ہم منافق ہو کر ان کے ساتھ رہتے ہیں لیکن آپ ہمیں نہیں پہچانتے کہ ہم منافق ہیں اور اگر آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ہمیں بتائیں کہ ہم میں سے کون ایمان والا ہے اور کون کافر ہے تو اس پر آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر بیضاوی ص ۹۷، تفسیر مظہری نمبر ۲ ص ۱۴۳، تفسیر روح المعانی نمبر ۴ ص ۱۳۸)

نیز اس آیت کریمہ کے متعلق مفسر قرآن علامہ محمد بن احمد جلال الدین محلی رقمطراز ہیں۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ فَتَعْرِفُوا الْمُنَافِقَ مِنْ غَيْرِهٖ قَبْلَ التَّمْيِيْزِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ يَخْتَارُ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۤءُ فَيُطْلِعُهٗ عَلٰى غَيْبِهٖ كَمَا اَطْلَعَ النَّبِيَّ ﷺ عَلٰى حَالِ الْمُنَافِقِيْنَ۔ (تفسیر جلالین ص ۶۶)

یعنی اے لوگو اللہ تعالیٰ تم سب کو غیب پر مطلع نہیں فرماتا کہ اللہ تعالیٰ کے جدا کرنے سے پہلے تم منافقوں کو خود بخود پہچان لو۔ البتہ اللہ چن لیتا ہے اور پسند فرما لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو وہ چاہتا ہے تو اس اپنے چنے ہوئے رسول کو اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول کریم ﷺ کو منافقوں کے حال پر مطلع فرما دیا تھا۔"

چنانچہ محقق وقت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے منافقوں کی یہ بکواس سنی "تو آپ منبر پر کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء فرمانے کے بعد فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو میرے علم پر اعتراض کرنے لگے ہیں آؤ ابتدائے آفرینش سے قیامت تک جو کچھ مجھ سے پوچھنا چاہو پوچھ لو میں تمہیں ابھی اور اسی وقت اسی جگہ کھڑا کھڑا سب کچھ بتا دوں گا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ارشاد فرمائیں میرا باپ کون ہے (اندازہ فرمائیں صحابہ کرام کا حضور ﷺ کے علم شریف پر کتنا اعتماد اور ایمان تھا) آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے) او

ہیں۔ حضور ﷺ اس دات پوشیدہ ... کی اور ... منافقوں کو ان کے چہروں کو دیکھ کر ہی انہیں پہچان لیتے تھے (کہ یہ منافق ہے)

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

خطب رسول الله ﷺ فحمد الله واثنى عليه ثم قال ان منكم منافقين فمن سميته فليقم ثم قال قم يا فلان حتى سمى ستة وثلاثين

کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا لوگو! تم میں منافقین بھی موجود ہیں پس جس جس کا میں نام لیتا جاؤں وہ کھڑا ہو جائے (اور ہماری مسجد سے اور ہماری محفل سے نکل جائے) پھر آپ نام لے لے کر فرمانے لگے اے فلاں کھڑا ہو جا۔ اے فلاں تو بھی کھڑا ہو جا یہاں تک کہ (اس محفل میں بیٹھے ہوئے) چھتیس منافقوں کے آپ نے نام لئے (اور ایک ایک کر کے انہیں محفل سے نکال دیا) (تفسیر صاوی نمبر ۲ ص ۱۹۰)

یعنی حضور ﷺ جمعہ کے خطبے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا اے فلاں تو بھی (ہماری مسجد سے) نکل جا تو بھی منافق ہے۔ اسی طرح (ایک ایک منافق کا نام لے کر بیان فرماتے ہوئے) آپ نے بہت سے منافقوں کو مسجد سے نکل جانے کا حکم دیا۔

مشہور دیوبندی مفسر مفتی محمد شفیع ... اختصار کے ساتھ تحریر کرتے ہیں۔ ... خطبہ میں خاص خاص منافقین کے نام ... چھتیس آدمیوں کے نام شمار کئے گئے ہیں ... معارف القرآن نمبر ۸ ص ۴۳) اہلحدیث حضرات کے نزدیک ... سب سے زیادہ معتبر ہے۔ (حاشیہ خطبات محمدی نمبر ۲ ص ۴۹)

شارح بخاری علامہ ... حدیث بھی ...

[illegible] فرماتے ہیں سمجھتے ہیں [illegible] رسول [illegible]
[illegible] فقال اخرج یا فلان فانک منافق اخرج یا فلان فانک
منافق فاخرج ناسا منہم فضحہم [illegible]
(بخاری شریف ص [illegible]) مشہور صحابی رسول جناب [illegible] سے مروی ہے
بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد [illegible]
میں آپ نے فرمایا اے فلاں (ہماری مسجد سے) نکل جا تو منافق ہے
اے فلاں تو بھی (ہماری مسجد سے) نکل جا تو بھی منافق ہے اسی طرح
آپ نے بہت سے منافقوں کو نکال دیا (اور رسوا کر دیا) [illegible]
اسی طرح مشہور محدث شارح مشکوۃ علامہ ملا علی قاری اس
بارے میں پوری پوری تعداد نقل فرماتے ہیں آپ لکھتے ہیں۔ [illegible]
عباس [illegible] كان المنافقون من الرجال ثلاثمائة ومن النساء
مائة وسبعين (مرقاۃ شرح مشکوۃ ص [illegible]) مفسر قرآن [illegible] جناب عبد اللہ
بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ (مختلف اوقات میں) جن
لوگوں کا نفاق ظاہر ہو گیا تھا زمانہ نبوی میں مردوں میں سے تین سو آدمی
منافق تھے اور عورتوں میں سے ایک سو ستر عورتیں منافق تھیں۔

فائدہ: قارئین کرام آپ نے قرآن پاک کی آیت مبارکہ
بھی پڑھی، بخاری شریف کی حدیث شریف بھی پڑھی۔ کسی اہل
جھگڑے سے پہلے محدثین کرام اور مفسرین کرام کی تشریحات کی
مطالعہ فرمائیں۔ آج کل کے برعم خویش اہلحدیث حضرات کے حوالہ جات
بھی ملاحظہ کیے۔ دیوبندی حضرات کے معتمد علماء کے بیان بھی پڑھے۔
ہر وہ ذہن جو تعصب اور عناد سے پاک ہے ہر وہ قلب و دماغ جو ہٹ
دھرمی کا قائل نہیں ہے۔ ہر وہ آنکھ جو اپنی صرف مخصوص عینک سے ہر چیز
کو دیکھنے کی عادی نہیں۔ ہر وہ کان جو صرف اپنے مولوی کے بیان کو
حرف آخر نہیں سمجھتے۔ یقیناً ایسے انصاف پسند دوست اب یہ بات اچھی
طرح سمجھ میں آ چکی ہو گی کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے پسندیدہ، چنے
ہوئے اور برگزیدہ پیغمبروں کو اپنے اسرار غیبیہ پر مطلع فرماتے ہوئے
انہیں دولت غیب سے نوازتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے
حبیب جناب محمد مصطفی ﷺ کو منافقین کا علم بھی عنایت فرمایا ہوا
تھا۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو حضور نے تمام منافق لوگوں کو منبر
شریف پر کھڑے ہو کر ایک ایک کا نام لیکر اپنی مسجد مبارک کی محفل پاک

[illegible] اولی الابصار
[illegible] (ص ۲۲ [illegible])
[illegible] عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی
من رسول [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
تفسیر [illegible] کے تحت مفسر قرآن [illegible] محمود [illegible]
فرماتے ہیں:
ان الاستثناء يقتضي ان يكون المرتضى الرسول
مظهرا على [illegible] لا استثناء
[illegible]
(تفسیر [illegible] ص ۲۹ ج ۱۲)
یعنی استثناء اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ منتخب شدہ رسول پر
اللہ تعالیٰ اپنے تمام غیبوں کو ظاہر فرما دے کیونکہ کسی سے استثناء
مستثنیٰ کے لئے نفی والی چیز کے اثبات پر دلالت کرتا ہے۔
اسی آیت کے تحت مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں۔
انہ تعالى لا يطلع على الغيب الذي يختص به تعالى
علمه الا المرتضى الذي يكون رسولا وما لا يختص
به يطلع عليه غير الرسول (تفسیر روح البیان)
یعنی اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسولوں کے علاوہ کسی غیر رسول کو اپنے
خاص غیب پر مطلع نہیں فرماتا۔ البتہ جو اللہ تعالیٰ کے خاص غیب
نہیں ہیں ان پر رسولوں کے علاوہ اور لوگوں کو بھی مطلع فرما دیتا ہے
اسی آیت کے تحت جناب شاہ ولی اللہ کے صاحبزادے
جناب شاہ عبد العزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ آنچہ بہ نسبت ہمہ
مخلوقات غائب است غائب مطلق است مثل وقت آمدن قیامت و
احکام تکوینیہ و شرعیہ باری تعالیٰ در ہر روز و ہر شریعت و مثل حقائق ذات و
صفات او تعالیٰ علی سبیل التفصیل، ایں قسم را غیب خاص او تعالیٰ نیز می نامند
فلا یظہر علی غیبہ احدا پس مطلع نمی کند بر غیب خاص خود ہیچ کس را مگر کسے
را کہ پسند میکند و آں کس رسول باشد خواہ از جنس ملک و خواہ از جنس بشر

[illegible]

(... ۲۹)

[illegible]

[illegible] تعالیٰ اپنے بعض خاص بندوں پر بھی مطلع فرماتا ہے۔ [illegible]

سمجھتے ہیں۔ وَقَدْ خَصَّ اللّٰہُ تَعَالٰی الرُّسُلَ مِنْ بَیْنِ الْمُرْتَضَیْنَ بِالْاِطِّلَاعِ عَلَی الْغَیْبِ (تفسیر روح المعانی ص ۲۹ [illegible]) اللہ تعالیٰ نے چنے ہوؤں میں سے اپنے رسولوں کو غیب پر مطلع [illegible] کے لئے مخصوص فرمایا ہے۔ (حاشیہ جلالین ص ۴۷۷)

نیز اس آیہ جلیلہ کے تحت مفسر قرآن علامہ خازن لکھتے ہیں۔

اِلَّا مَنْ یَّصْطَفِیْهِ لِرِسَالَتِهٖ وَنُبُوَّتِهٖ فَیُظْهِرُهٗ عَلٰی مَا یَشَاءُ مِنَ الْغَیْبِ حَتّٰی یَسْتَدِلَّ عَلٰی نُبُوَّتِهٖ بِمَا یُخْبِرُ بِهٖ مِنَ الْمُغَیَّبَاتِ فَیَکُوْنُ ذٰلِکَ مُعْجِزَۃً لَّهٗ (تفسیر خازن)۔ یعنی مگر جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نبوت و رسالت کے لئے چن لیا پس اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے غیب کو ظاہر فرماتا ہے تاکہ ان غیب کی باتوں سے ان نبیوں کی نبوت اور رسالت پر دلیل پکڑی جا سکے۔ جو غیب کی باتیں انبیائے کرام بیان فرماتے ہیں پس یہ اخبار غیب کا بیان فرمانا انبیاء کرام کا معجزہ ہوتا ہے۔ نیز اس آیہ جلیلہ کے تحت شارح بخاری علامہ عسقلانی ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ آپ بیان فرماتے ہیں۔

اِنَّ نَاقَۃَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ضَلَّتْ فَقَالَ رَجُلٌ یَزْعُمُ مُحَمَّدٌ اَنَّهٗ نَبِیٌّ وَیُخْبِرُکُمْ عَنْ خَبَرِ السَّمَاءِ وَهُوَ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ نَاقَتُهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ رَجُلًا یَقُوْلُ کَذَا وَکَذَا وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ لَا اَعْلَمُ اِلَّا مَا عَلَّمَنِی اللّٰهُ وَقَدْ دَلَّنِی اللّٰهُ

[illegible]

[illegible] (... ۲۹)

فائدہ، قارئین کرام: آپ نے اللہ [illegible] کی [illegible] مطابق معتبر اکابرین اسلام مفسرین [illegible] تشریحات بھی ملاحظہ فرمائیں۔ [illegible] سمجھ [illegible] گئے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] دولت غیب سے [illegible] کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صاف [illegible] فرما دیا ہے کہ رسولوں میں سے جس کو میں چاہوں [illegible] غیب عطا فرما دیتا ہوں۔ تو اب اس مسئلہ کا فیصلہ بہت آسان ہو گیا۔ اگر تو یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو غیب عنایت نہیں فرمایا تو پھر یہ بھی کہنا پڑے گا کہ (معاذ اللہ) حضور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور چنے ہوئے رسول نہیں ہیں اور اگر آپ کے متعلق یہ عقیدہ ہو جو کہ بالکل صحیح اور یقینی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور چنے ہوئے رسول ہیں تو پھر اللہ کے قرآن پر ایمان لاتے ہوئے آپ کے علم غیب شریف پر بھی ایمان لانا ہو گا۔

☆ ☆☆ ☆

# مرزائی کسے کہتے ہیں؟

مولانا [illegible] عبد الرزاق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سردیوں کی ایک سہانی شام تھی۔ میں گھر میں [illegible] باہر نکلا [illegible] دیکھا [illegible]

[illegible]

[illegible] پوچھا۔

[illegible]

[illegible] بھائی قادیانی نے [illegible] بات کیا۔

"تمہیں یہ [illegible] پڑھ گئی؟" میں نے پوچھا۔

[illegible] قادیانی [illegible] جہالت کی [illegible] اپنی

[illegible] کے بارے میں تم اس حد تک ناآشنا

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ختم نبوت [illegible] تمہاری معلومات کی یہ حالت؟ [illegible] اسلامیہ [illegible] ہماری [illegible]

[illegible] ملت اسلامیہ کی اس حالت پر [illegible]

[illegible] قادیان [illegible] اسلام [illegible]

[illegible]

[illegible] قادیانی [illegible]

☆ قادیانی [illegible]

☆ [illegible]

☆ مرزا قادیانی [illegible]

☆ نبی اکرم ﷺ مرزا قادیان کی شکل میں [illegible] (نعوذ باللہ)

☆ مرزا قادیانی [illegible] ﷺ [illegible] (نعوذ باللہ)

☆ حضور ﷺ کی نبوت پہلی رات کے چاند کی طرح اور مرزا قادیانی کی نبوت چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔ (نعوذ باللہ)

☆ کلمہ طیبہ میں [illegible] لفظ محمد (ﷺ) [illegible] مرزا [illegible] (ﷺ) نہیں بلکہ اس کی دوسری بعثت محمد [illegible] مرزا قادیانی ہے۔ (نعوذ باللہ)

اللہ تعالیٰ نے جب سارے نبیوں کو ایک صورت میں [illegible]

[illegible] قادیانی کی شکل میں [illegible]

☆ شریعت اسلامیہ میں مرزا قادیانی کا قول [illegible]

[illegible] کو حرام قرار دے دیا گیا ہے۔ اب جو جہاد کرے گا وہ اللہ [illegible]

☆ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے مرزا قادیانی پر درود بھیجتے ہیں۔ [illegible]

قرآن پاک مرزا قادیانی پر دوبارہ نازل کیا گیا۔ (نعوذ باللہ)

قرآن پاک میں جہاں حضور اکرم ﷺ کو مخاطب کیا گیا [illegible] مرزا قادیانی ہے (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی پر نازل ہونے والی "وحی" قرآن پاک کی طرح [illegible] (نعوذ باللہ)

[illegible] قرآن پاک [illegible] قادیان کے قریب [illegible]

☆ مرزا قادیانی کی باتیں احادیث رسول ہیں۔ (نعوذ باللہ)

☆ مرزا قادیانی کو احادیث پر حکم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ وہ جس حدیث کو صحیح کہے وہ صحیح اور جسے غلط کہے وہ غلط ہے۔ (نعوذ باللہ)

☆ مرزا قادیانی کی گھر والے "اہل بیت" ہیں۔ (نعوذ باللہ)

☆ مرزا قادیانی کی بیوی "ام المومنین" ہے (نعوذ باللہ)

☆ [illegible] میں دو عورتیں سب سے افضل ہیں۔ سیدہ [illegible] ﷺ [illegible] غلام احمد قادیانی [illegible] کی ماں۔ (نعوذ باللہ)

☆ مرزا قادیانی کی بیٹی "سیدۃ النساء" ہے (نعوذ باللہ)

☆ مرزا قادیانی کے ساتھی "صحابہ کرام" ہیں (نعوذ باللہ)

☆ مرزا قادیانی کے ۳۱۳ ساتھی اصحاب بدر ہیں۔ (نعوذ باللہ)

☆ قادیان اور ربوہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طرح [illegible] (نعوذ باللہ)

☆ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے فیض ختم ہو چکا ہے اور اب یہ فیض صرف قادیان سے ملتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

☆ قادیان کی زمین حرم پاک کی زمین کی طرح متبرک ہے [illegible]

☆ مکہ مکرمہ کے حج سے اب حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔ اس لئے قادیان کا حج اب ظلی حج ہے۔ (نعوذ باللہ)

☆ جنت البقیع کے مقابلے میں [illegible] مرزا قادیانی کا بنایا ہوا قبرستان [illegible]

[illegible] قادیان سے [illegible] (نعوذ باللہ)

☆ اب مرزا قادیانی کی وحی مانے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔ (نعوذ باللہ)

[illegible] پر ایمان لانا اتنا ہی ضروری [illegible]

[illegible]

مرزا قادیانی ہے۔ (نعوذ باللہ)

[illegible]

[illegible] نہیں جب مسلمان قیدیوں کی طرح [illegible] حکمرانوں کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔ (نعوذ باللہ)

میں سن رہا تھا کہ اکرم خان میرے ہر جملے پر نعوذ باللہ کہہ رہا تھا [illegible] آنکھوں میں [illegible] آنسو چھلک رہے تھے۔ [illegible] مجھے [illegible]

[illegible] مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ میں [illegible]

[illegible]

[illegible] قادیانیت [illegible]

[illegible]

... مسلمان کی بے غیرتی!

[illegible] ... ان کے ہاتھ پر تو شمع [illegible] ... [illegible]

[illegible]

سو محمد ﷺ [illegible] اپنی [illegible] والو [illegible] کے صدقے سے ملنے والی کتاب ہستی سجانے والو! اے حرا میں رلانے [illegible] مگر محمد ﷺ کے دشمنوں سے [illegible] کو بڑھانے دو [illegible] تمہارے [illegible] ﷺ کی سنت کی اک رمق بھی نہیں رہی ہے؟ تمہارے چہرے پر [illegible] کی ایک جھلک بھی نہیں رہی ہے؟ [illegible] نبی ﷺ سے عشق و وفا نبھانے کے [illegible] محمد ﷺ کے پیار کا [illegible] اسلئے تم مقام دیکھو [illegible] بھی [illegible] نبی ﷺ کی محبتوں کا مقام دیکھو [illegible] سے پیار کرنے پہ جس [illegible] میں [illegible] وہی محمد ﷺ کہ جس نے [illegible] تمہاری خاطر [illegible] شہید دندان بھی کرنے اشدید صدمات بھی اٹھائے وہی محمد ﷺ کہ جس نے تم کو ہیں درس [illegible] مت سکھائے وہی محمد ﷺ کہ جس نے تمہارے پیار کی خاطر

[illegible]

[illegible] بلائیں کے لبادے اوڑھے [illegible] کو دیکھ کر چپ کھڑے ہیں لوگو! [illegible] محمد ﷺ [illegible]

[illegible]

تمہیں تمہارے عظیم [illegible] ملے والی میراث عشق احمدی ﷺ [illegible] سو محمد ﷺ کا [illegible] فلک سے [illegible] آئے گا [illegible] کے بت گرانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا [illegible] قادیاں مٹانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا نبی ﷺ سے عہد وفا نبھانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا سو محمد ﷺ کے [illegible] تمہیں [illegible] نبی ﷺ سے وعدے نبھانے ہوں گے تمہیں [illegible] رستے چلنا ہوگا تمہیں کو ہی دشمنان [illegible] ہوں گے تمہیں کو فتنہ قادیاں کو مٹانا ہوگا نبی ﷺ سے عشق و وفا نبھانے کے [illegible] تمہیں محمد ﷺ کا عشق اب بھی پکارتا ہے خدا بھی بھٹکے ہوؤں کے رستے سنوارتا ہے

چلو خدارا منافقت کے قبیح لبادے اتار ڈالیں نبی ﷺ کے دشمن اجاڑ ڈالیں خدا کی رحمت پکار ڈالیں چلو کہ فتنہ قادیاں کو جڑوں سے اس کی اکھاڑ ڈالیں چلو کہ پھر سے ہو کر عشق محمد ﷺ پر نثار ڈالیں۔

☆ ☆ ☆

# عامر چیمہ زندہ باد!

پروفیسر
محمد حسین آسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دہر اسیر کون و فساد
کوئی شاد کوئی ناشاد
آج آباد تو کل برباد
عشق ہے ہر غم سے آزاد
عشق سے مومن ہے فولاد
عامر چیمہ زندہ باد!

عشق ہے حرص و ہوا سے بلند
عشق ہے ارض و سما سے بلند
عشق ہے مکر و ریا سے بلند
عشق ہے عرش علی سے بلند
عشق ہے رفعت کا میعاد
عامر چیمہ زندہ باد!

عشق ہے عظمت کا مینار
عشق سے ایماں شعلہ بار
عشق ہے حق کا معیار
علم سوا اس کے بیکار
عشق زمانے کا استاد
عامر چیمہ زندہ باد!

عشق ہے دانائے اسرار
عشق ہے باب حریم یار
عشق ہے پیغام دلدار
عشق سے ہوتا ہے دیدار
عقل مرید و عشق مراد
عامر چیمہ زندہ باد!

عشق فروغ کون و مکاں
کن فیکوں کا سر نہاں
عشق بہار باغ جناں
عشق نہیں محتاج بیاں
عشق سے جان و دل آباد

عامر چیمہ زندہ باد!

مر گئے دنیا کے سلطان
اب کہاں ان کا نام و نشان
شور مچا کے آن و آن
عشق امر ہے، عشق جوان
عشق ہے خاکی، نوری نہاد
عامر چیمہ زندہ باد!

عشق جمال یار کی دھن
گاتے ہیں سب عشق کے گن
قتل سروں کی تیغ و تن
عشق کا شیوہ لا خوف
دیں و وطن سے عشق آزاد
عامر چیمہ زندہ باد!

عامر عشق نبی سے چور
عقل کے شور و شر سے دور
عامر غیرت سے معمور
عامر عشق کا کیف و سرور
عشق نبی دیں کی بنیاد
عامر چیمہ زندہ باد!

عامر ملت کا شہباز
دین نبی کو اس پہ ناز
امت کی عزت کا راز
کیا ہی ملا اس کو اعزاز
قوم سدا رکھے گی یاد
عامر چیمہ زندہ باد!

فرض عشق نبھایا خوب
گرتے ہوؤں کو اٹھایا خوب
درس عشق سکھایا خوب
سوئے ہوؤں کو جگایا خوب
کون دے اس ہمت کی داد
عامر چیمہ زندہ باد!

آج صدا مرا ہے تو کیا
بلکہ خود محبوب خدا
عامر سے خوش اہل ولا
بلکہ خالق ہر دوسرا!
دے گی قبر پیام جہاد
عامر چیمہ زندہ باد!

# سیاسی غزل

ترے دل میں بھی کچھ خوف خدا ہو، کیا یہ ممکن ہے
تجھے شرم حبیب کبریا ہو، کیا یہ ممکن ہے

کبھی تجھ میں بھی پیدا ہو محبت دین وایماں کی
کبھی تو بھی حمیت آشنا ہو، کیا ممکن ہے

تجھے گھیرے میں لے رکھا ہے جن شیطان زادوں نے
وہ وقت آئے تو ان سب سے رہا ہو کیا ممکن ہے

نہیں کرتی پریشاں تجھ کو ملت کی زبوں حالی
تجھے احساس اس کا بھی ذرا ہو، کیا ممکن ہے

... اکے دشمنوں کی چاپلوسی کیسی ذلت ہے
تجھے عقل آئے اور ان سے جدا ہو، کیا ممکن ہے

... ہے تو نے جو کمزور اسلامی تشخص کو
اسے مضبوط کرنے پہ تلا ہو، کیا ممکن ہے

... ہے خدا و مصطفےٰ کی شانِ اقدس میں
قرار واقعی اس کو سزا ہو، کیا ممکن ہے

... لم ملت اسلام سے کرتا ہے غداری
تو خود اس کیلئے قہر و بلا ہو، کیا ممکن ہے

... اور این جی اوز کی یہ بے لگامی بھی
تو اس سے بھی نپٹنا جانتا ہو، کیا ممکن ہے

... اور عریانی کا جو سیلاب تو لایا
تو لوٹائے اسے یہ لوٹتا ہو، کیا ممکن ہے

نقش لاثانی کا اک ادنیٰ سا مستانہ
پکارے اور ترا دل سن رہا ہو، کیا ممکن ہے

﴿.......پروفیسر محمد حسین آسی.......﴾

Monthly Mujallah **AL-HAQIQA**
June 2006
Reg. No. C.P.L 590

جناب عبدالرحمن عامر چیمہ

شہید ناموس رسالت

ساروکی چیمہ تحصیل وزیرآباد کا

# ختم چہلم شریف

۲۱ جمادی الاولیٰ
۱۸ جون بروز اتوار
صبح ۸ تا ۱۲ بجے دن

زیر اہتمام

حضرت پیر محمد افضل قادری صاحب

حضور محبوب کریم علیہ التحیۃ والثناء کے غلاموں کو دعوت عام ہے

ممنون احمد
ایڈیٹر مجلہ الحقیقة
0300-7766223
0542-451734